نمبر ۱۰۵ | مورخہ ۳ جون سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۵ محرم سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے حضور کی مصروفیتوں میں موجودہ سیاسی شورش سے مسلمانوں کو بچانے کے نہایت اہم امر کا اضافہ ہوگیا ہے اگلے پرچہ میں حضور کا وہ مکتوب درج کیا جائے گا۔ جو موجودہ حالات کی اصلاح کے متعلق حضور نے وائسرائے ہند کو لکھا۔ اور ساتھ ہی وائسرائے کا جواب شائع کیا جائے گا:۔

۳۰۔ مئی کی شب کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء میں تلوار اور قلم کے مقابلہ پر دلچسپ مناظرہ ہوا۔ اہل قلم غالب رہے:۔

قاضی محمد علی صاحب کے مقدمہ کی آئندہ پیشی ۱۲ تا ۱۴ جون مقرر ہوئی ہے۔ احباب اپنے اس بھائی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ارشاد

مجاہدہ کی تکمیل کے لئے سات روزے رکھے جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ نے ۲۸ ؍ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء سے ہر پیر کے دن روزہ رکھنے اور ان ایام میں خاص دعائیں کرنے کا جو مجاہدہ شروع کر رکھا ہے۔ وہ جہاں مجاہدین کی روحانیت میں خاص ترقی کا باعث ہو رہا ہے۔ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کرنے کا بھی موجب بن رہا ہے۔ چنانچہ احباب کرام نے محسوس کیا ہوگا۔ کہ فتنہ و شرارت۔ دشمنی اور عداوت کا وہ طوفان جو سلسلہ عالیہ کے خلاف حال میں اٹھا تھا۔ اور جس کے زور اور ہماری کمزوری کو دیکھتے ہوئے کوئی مادی اسباب پر نظر رکھنے والا یہ سمجھ ہی نہ سکتا تھا کہ ہم اس کا مقابلہ کر سکیں گے۔ اس کا چند ہی دنوں میں زور ٹوٹ چکا ہے۔ اور وہ اپنی موت مر رہا ہے:۔

یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی کا نتیجہ ہے۔ جسے ہماری التجا اور دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی مضطربانہ دعائیں جوش میں لائیں۔ خدا تعالیٰ کے اس لطف وکرم کے شکریہ میں نیز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس ارشاد کی تعمیل میں جو حضور نے حال میں اس مجاہدہ کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ سات کا عدد اپنے اندر تکمیل کا درجہ رکھتا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ سات روزے پورے کریں۔ ہمیں اس تکمیل کے درجہ تک روزے رکھنے چاہئیں:۔

پہلا روزہ ۲۸۔ اپریل پیر کے دن رکھا گیا تھا۔ اس حساب سے ۹ جون تک سات روزے بنتے ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ ۹ ؍ جون کو بھی روزہ رکھیں۔ اور دعاؤں کا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خطبہ بنگالی میں

۲- مئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ملکی اور سیاسی حالات پر جو خطبہ پڑھا۔ اور جس میں ایک طرف تو کانگرس کے موجودہ رویہ کو نقصان رساں۔ تباہ کن اور بربادی بخش ثابت کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس سے علیحدہ رہنے کی تلقین فرمائی۔ اور دوسری طرف گورنمنٹ کے طریق عمل پر بھی زور سے نکتہ چینی کی۔ اسے جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ ضلع ٹپرا۔ بنگال نے بنگالی میں ترجمہ کرکے بکثرت مسلمانوں میں شائع کیا ہے۔ اور اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا نہایت ہی مفید اثر ہوا ہے۔ بنگال کے مسلمان جو باوجود پنجاب کی طرح اکثریت میں ہونے کے کانگریسی ہندوؤں کے پراپیگنڈا سے دب گئے تھے۔ اور اس حد تک مجبور ہو گئے تھے۔ کہ موجودہ شورش سے علیحدہ رہنے کی خواہش رکھتے ہوئے بھی کچھ نہ کر سکتے تھے بلکہ ستیہ گرہ تک میں شرکت کے لئے بھی مجبور کر دیئے جاتے تھے۔ لیکن جہاں جہاں اس خطبہ کی اشاعت ہوئی ہے۔ اور جن لوگوں نے اسے بغور پڑھا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا ان کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اور وہ مدہوشی سے ہوش میں آگئے ہیں۔ کئی مقامات پر مسلمانوں نے نہ صرف کانگریس کی شورش سے علی الاعلان علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ بلکہ اس کا مقابلہ بھی شروع کر دیا ہے۔ احباب کو چاہیئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان مضامین کو جن میں حضور موجودہ حالات میں مسلمانوں کی راہ نمائی فرما رہے ہیں بکثرت کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ اور انہیں خطرہ سے بچائیں ۔

ضروری گذارش

خدا تعالیٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے الفضل مستقل طور پر ہفتہ میں تین بار کیا جا رہا ہے۔ لیکن چونکہ ابھی تک باوجود پوری سعی اور کوشش کے محکمہ ڈاک سے اشاعت کے ایام کی منظوری نہیں حاصل ہو سکی۔ اس لئے اس ہفتہ میں تین بار شائع نہیں ہو سکا۔ امید ہے۔ ڈاک خانہ کی منظوری بہت جلد حاصل ہو جائیگی اور اخبار ہر دوسرے روز احباب کرام کی خدمت میں پہنچنے لگیگا۔ اس موقعہ پر احباب کرام سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ الفضل اللہ تعالیٰ کے فضل اور اپنے ناظرین کی امداد کے بھروسہ پر ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ اس کے استحکام کے لئے احباب کو آئندہ بھی پوری کوشش اور سعی کرنی چاہیئے جس کی صورت یہی ہے۔ کہ خریداروں میں اضافہ کیا جائے ۔

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ قصور کے کارکن

عام اجلاس منعقدہ ۲ مئی سنہ ۱۹۳۰ء جماعت احمدیہ قصور کے جدید عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور ذیل کے اصحاب باتفاق رائے مقرر ہوئے۔ پریذیڈنٹ جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے۔ آئی اے ایس۔ جنرل سکرٹری و سکرٹری تعلیم و تربیت۔ لفٹیننٹ چوہدری فضل احمد خان۔ سکرٹری مال و وصایا مرزا محمد صدیق بیگ صاحب۔ سکرٹری دعوۃ و تبلیغ مولوی عبد القادر صاحب۔ خط و کتابت پریذیڈنٹ یا جنرل سکرٹری کے نام سے کی جائے۔ خاکسار فضل احمد خان جنرل سکرٹری

کارکنان جماعت منٹگمری کا انتخاب

جماعت احمدیہ منٹگمری نے ۔ مئی سنہ ۱۹۳۰ء سے اپنی جماعت کے لئے حسب ذیل اصحاب کو عہدیداران جماعت منتخب کیا ہے۔ سب قسم کی خط و کتابت جنرل سکرٹری جماعت کے نام کی جایا کرے۔ پریذیڈنٹ جماعت۔ چوہدری محمد شریف صاحب وکیل وائس پریذیڈنٹ جماعت۔ میر احمد حسن صاحب قادر منزل منٹگمری جنرل سکرٹری و محاسب و محصل۔ نذیر احمد خان کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ سکرٹری تعلیم و تربیت۔ سید محمد شاہ صاحب کلرک محکمہ اوکاڑہ ڈویژن سکرٹری تبلیغ۔ ملک محمد کریم خان صاحب کشمیری بوٹ ہاؤس ۔ اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ۔ بابو غلام حسین صاحب نقشہ نویس نہر منٹگمری ڈویژن

خاکسار نذیر احمد خان منٹگمری

اعلان

کسی صاحب نے ڈیرہ بابا نانک کے قریب سے دفتر ہذا میں خط لکھا ہے۔ کہ "ہم یہاں ایک جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ جلسہ کے متعلق ہدایات بھی دیں۔ اور مبلغ بھی بھیجیں۔ لیکن اس دوست نے نہ اپنا نام لکھا ہے۔ اور نہ پتہ خط و کتابت۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جس صاحب نے ڈیرہ بابا نانک کے نواح میں سے یہ خط لکھا ہے۔ وہ اپنے نام اور مفصل پتہ سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ ورنہ ان کے پہلے خط کی تعمیل سے دفتر ہذا قاصر رہے گا۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

موضع گنج (لاہور) میں مسجد احمدیہ کی تعمیر

موضع گنج (لاہور) میں احمدیوں کی پہلے کوئی مسجد نہ تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مسجد بنانے کی جگہ خریدی ہے۔ اور اس میں کنوئیں کی کھدوائی شروع ہو گئی ہے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ صدق دل سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسجد کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار محمد عبد الحق۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار سندھ کی محکمہ انہار میں عرصہ ساڑھے ۳ سال سے بحیثیت اوورسیر ملازم تھا۔ لیکن مجھے یکم مئی سنہ ۱۹۳۰ء سے ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ میں نے بحال ہونے کے لئے اپیل کی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ محمد حسین چوہدری والہ

۲۔ میرا چچا زاد بھائی سخت بیمار ہے۔ احباب صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ صلاح الدین احمدیہ کالج قادیان۔

۳۔ کمترین آج کل سخت مشکلات و مصائب میں مبتلا ہے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے۔ خاکسار نثار اللہ۔

۴۔ میں ایک مصیبت میں مبتلا ہوں۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ نجات بخشے اور میرے دلی مقاصد بر آئیں راقمہ تاجہ بانو بیگم کاٹھ پوہ

۵۔ عرصہ تین سال سے ہمارا ایک دیوانی مقدمہ چل رہا ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار سید محمد عبد الرحیم لدھیانہ

۶۔ خاکسار نے اس سال دو امتحان دئے ہیں۔ ایک جے وی کلاس دوم منشی فاضل احباب کامیابی کے لئے دعا کریں خاکسار نور الحق منٹگمری

۷۔ عزیزم محمد اسمٰعیل پسر چوہدری غلام محمد احمدی چک ۵۶۵ گ ب معہ اپنی ہمشیرہ بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار اللہ بخش احمدی ہیڈ ماسٹر چک ۵۶۵ گ ب ۔ ظفروال ۔

۸۔ میرے ایک قریبی رشتہ دار انٹرنس کا امتحان دینے والے ہیں۔ احباب کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار منظور احمد رسولپور۔

۹۔ میں اپنے محکمہ میں سپرنڈنگ جیتو کے لئے لکھا ہے۔ نیز میرے والد صاحب منشی حبیب الرحمان صاحب جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اوائل کے صحابیوں میں سے ہیں۔ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار خلیل الرحمن بنگلور۔

۱۰۔ میرا لڑکا بیمار ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔ نیاز مند غلام نبی ڈسکہ

اعلان نکاح

(۱) ۱۴- مئی سنہ ۱۹۳۰ء چوہدری فتح محمد کا نکاح رحمت بی بی بنت میاں مراد بخش صاحب ساکن لودھیانہ سے چھ سو روپیہ مہر پر خاکسار نے پڑھا۔

خاکسار ابو البشارۃ بشیر احمد لودھیانہ

(۲) ۱۰- اپریل سنہ ۱۹۳۰ء کو میرا نکاح میاں اسمٰعیل صاحب کی لڑکی امتہ الرحمن سے چار سو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔ خاکسار عبد الرحمن ولد محمد حسن قادیان

ولادت

۱۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے ہاں ۱۰ اپریل کو لڑکا عطا فرمایا۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے نصیر احمد نام رکھا ہے۔ احباب مولود کے لئے درازی عمر اور سعادت دارین ہونے کی دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام جیلانی ڈسکہ۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ہاں ۱۱ مئی کو دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ صحت دے اور خادم دین بنائے۔ خاکسار بشیر الدین اگریکلچرل اوورسیر ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۰۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

پنجاب یونیورسٹی اور السنہ مشرقیہ

رجسٹرار صاحب پنجاب یونیورسٹی توجہ فرمائیں

السنہ مشرقیہ کی کس مپرسی

السنہ مشرقیہ حکومت سے براہ راست کوئی تعلق نہ رکھنے کی وجہ سے پہلے ہی کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہیں۔ ان کی ترقی اور ترویج کے سامان بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان کے حصول کے لئے تحریص اور ترغیب کے سامان مفقود ہیں۔ یہ ایک افسوسناک امر ہے۔ اور اس بارے میں مسلمانوں کو جن کا مذہبی لٹریچر انہی زبانوں میں ہے۔ بجا طور پر شکوہ کا حق حاصل ہے ؂

علماء کا تشدد

لیکن اس سے بھی زیادہ قابل افسوس اور باعث شرم بات یہ ہے۔ کہ حکومت نے جو تھوڑا بہت انتظام اس بارے میں کر رکھا ہے۔ اُسے بیکار اور بے فائدہ بنانے کی سرتوڑ کوشش وہ لوگ کرتے رہتے ہیں جنہیں مسلمان طالب علموں کی بدقسمتی سے کسی نہ کسی رنگ میں یونیورسٹی کی طرف سے ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے ؂

پنجاب یونیورسٹی کے فارسی اور عربی زبانوں کے امتحانات میں ممتحنین کی مشکل پسندی اور حد سے بڑھی ہوئی سختی کے متعلق ایک عرصہ سے رونا رویا جا رہا ہے۔ دیگر زبانوں کے ممتحنین کی مثالیں پیش کر کے ان سے سبق حاصل کرنے کی التجائیں کی گئی ہیں۔ مسلمان نوجوانوں کی زندگیاں تباہ و برباد ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے مسلمانوں کی مقدس مذہبی زبان کی ترقی میں روکاوٹیں پیدا کرنا نہایت معیوب فعل ثابت کیا گیا ہے مگر افسوس اور رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ ان علماء کرام پر جن کے سپرد پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے امتحانات کے پرچے بنانے کا کام کیا جاتا ہے۔ کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اور زیادہ سختی اور تشدد میں بڑھتے جاتے ہیں۔ اور سال حال کے امتحانات میں تو انہوں نے حد کر دی۔ اور اپنی طرف سے پُوری پوری کوشش کی ہے۔ کہ کسی طرح کوئی عربی کے امتحانات میں کامیابی کا مونہہ نہ دیکھ سکے ؂

کورس سے باہر کا پرچہ

مثلاً مولوی کے امتحان کا دوسرا پرچہ اُس کورس کو چھوڑ کر جو اس امتحان کے لئے مقرر تھا۔ اور جس کی طلباء نے تیاری کی تھی۔ دوسرے کورس سے بنایا گیا۔ گویا جو کورس طلباء نے دیکھا بھی نہ تھا۔ اس میں سے پرچہ دیا گیا۔ اور یونیورسٹی نے بھی خیال نہ کیا۔ کہ یہ کیا اندھیر ہو رہا ہے۔ اس کی طرف جب ہماری جماعت کی نظارت تعلیم و تربیت نے بذریعہ تار رجسٹرار صاحب کو توجہ دلائی تو انہوں نے یہ پرچہ منسوخ کر کے اس کی بجائے دوسری دفعہ امتحان لینا تجویز کیا ؂

مولوی عالم کے امتحان کا چوتھا پرچہ بھی مقررہ کورس سے نہیں۔ بلکہ باہر سے دیا گیا۔ اور مولوی فاضل کے پہلے پرچہ کے نمبروں کی مجموعی تعداد تو سو رکھی گئی ۔ لیکن سوالات کے الگ الگ جو نمبر دئے گئے۔ ان کی میزان ۸۷ بنتی ہے۔ گویا ۱۳ نمبر یونہی اڑا دئے گئے ؂

اسی طرح مولوی فاضل کا حدیث کا پرچہ حدیث کی اصل کتاب بخاری میں سے آنا چاہئے تھا۔ مگر اس کے کئی ایک سوال بخاری کی شرح فتح الباری میں سے دئے گئے ؂

طول طویل پرچے

یہ تو بے قاعدگی اور بے ضابطگی کی وہ صریح مثالیں ہیں جو عربی کے امتحانات کے پرچوں میں کی گئیں۔ اور ہمیں بے حد تعجب ہے۔ کہ یونیورسٹی نے امتحانات سے قبل کیوں ان کے متعلق نوٹس لے کر ان کا ازالہ نہ کر دیا۔ لیکن ان کے علاوہ اور بھی ایسی باتیں ہیں۔ جو امتحانات دینے والوں کی محنت اور قابلیت پر پانی پھیرنے والی ہیں۔ مثلاً پرچے اتنے طول طویل بنائے گئے۔ کہ مقررہ وقت میں ان کے جواب لکھنے ناممکن تھے اور ہمیں معلوم ہوا ہے۔ قابل سے قابل طلباء بھی باوجود سرتوڑ کوشش کے سب سوالوں کے اطمینان کے ساتھ جواب لکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ؂

طباعت کی غلطیاں

علاوہ ازیں ایک بہت بڑا نقص پرچوں میں یہ تھا۔ کہ ان میں بے حد طباعت کی غلطیاں تھیں۔ اصل الفاظ کی بجائے کچھ اور ہی الفاظ درج تھے۔ جن کی وجہ سے سوال کا صحیح مفہوم معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ اور جب مفہوم ہی سمجھ میں نہ آئے۔ تو صحیح جواب کس طرح دیا جا سکتا ہے ؂

رجسٹرار صاحب سے گذارش

ان سب باتوں نے مل ملا کر طلباء کو بہت بڑی مشکلات میں ڈال دیا۔ جو لوگ پرچے بنانے میں طلباء کے ساتھ یہ سلوک کر سکتے ہیں۔ وہ پرچے دیکھنے میں جو کچھ بھی کریں۔ خلاف توقع نہیں لیکن یہ بیچارے طلباء پر صریح ظلم ہوگا۔ جس کی طرف ہم رجسٹرار صاحب پنجاب یونیورسٹی کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ اور مذکورہ بالا امور پیش کر کے گذارش کرتے ہیں۔ کہ طلباء کو ان بے ضابطگیوں کا شکار نہ ہونے دیں۔ اور ان کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہوئے ان کے لئے ممتحنین کی پیدا کردہ مجبوریوں اور معذوریوں کو ضرور مدنظر رکھیں ؂

طلباء کی قابل توجہ حالت

عربی کے امتحانات دینے والے عموماً غریب اور مفلوک الحال طلباء ہوتے ہیں۔ جو بے حد مشکلات اور تکالیف میں سے گذر کر آخری امتحان تک پہنچتے ہیں۔ ان کا ایک سال بھی ضائع جانا ان پر مصائب کا پہاڑ گرانا ہوتا ہے۔ اس لئے بھی خاص طور پر ضرورت ہے۔ کہ ان کا خیال رکھا جائے ؂

ممتحن کیسے ہوں

اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آئندہ کے لئے قطعاً ایسے لوگوں کو ممتحن نہ مقرر کیا جائے جنہیں اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کونسے کورس سے پرچہ بنانا ہے۔ اور کتنے نمبروں کا مجموعہ سو ہوتا ہے۔ اور جو کتابیں سامنے رکھ کر ان میں سے یہ خیال کئے بغیر اندھا دھند سوال نقل کر دینا اپنی قابلیت سمجھتے ہیں۔ کہ اتنے سوالات کے جواب مقررہ وقت میں لکھے بھی جا سکتے ہیں۔ یا نہیں ؂

یہ لوگ غالباً اس حسد کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ کہ کسی کو مولوی فاضل کی ڈگری نہ مل جائے۔ اور وہ عالم کہلانے کے قابل

نہ ہو جائے۔ لیکن یونی ورسٹی کا فرض ہے۔ کہ طلباء کو ایسے ممتحنوں کے حسد کا شکار ہونے سے بچائے۔ اور قابل ممتحن مقرر کرے۔ ورنہ طلباء پر جو بے جا تشدد اور سختی کی جا رہی ہے۔ اس کا سارا الزام یونی ورسٹی پر آئے گا ؛

ہنگامہ پشاور کی تحقیقاتی کمیٹی

جن حالات میں پشاور میں فساد ہوا۔ اور حکام کو تعزیری کارروائی کرنا پڑی۔ وہ نہایت ہی مجبور کن تھے اور سرحدی علاقہ میں اگر فوری طور پر ضروری کارروائی نہ کی جاتی۔ تو فساد کے بہت زیادہ پھیل جانے اور جان و مال کے بے حد نقصان کا خطرہ تھا۔ تاہم حکومت نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس دار و گیر کے دوران میں کسی بے گناہ کو تو نقصان نہیں پہونچا۔ اور سرکاری افسروں کی طرف سے تو کسی قسم کی بے ضابطگی عمل میں نہیں آئی۔ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جو ہائی کورٹ کے دو ججوں آنریبل جسٹس سلیمان (ہائی کورٹ الہ آباد) اور آنریبل جسٹس پینکرج (ہائی کورٹ کلکتہ) پر مشتمل ہے ؛

چونکہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ جو لوگ کمیشن کے سامنے کوئی بیان دیں گے۔ اسے خود انہی کے خلاف استعمال نہ کیا جائے اور اس خوف سے کوئی صحیح بیان دینے کے لئے تیار نہ ہو اس لئے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جو لوگ کمیٹی کے سامنے شہادت دیں گے۔ ان کے بیان کردہ کسی اقبال کی بنا پر گرفت نہ کی جائے گی۔ اور نہ ہی اس قسم کا کوئی اقبال ان کے خلاف کسی فوجداری مقدمہ میں بطور ثبوت پیش کیا جائیگا ؛

گویا حکومت نے کمیشن کے لئے اصل حالات تک پہنچنے کا اپنی طرف سے پورا سامان کر دیا ہے۔ اب یہ ان لوگوں کا فرض ہے جنہیں اس ہنگامہ میں جان و مال کا نقصان اٹھانا پڑا۔ یا جنہیں اس کے متعلق مستند حالات کا علم ہے۔ کہ کمیشن کے سامنے شہادت دیں۔ اور جبکہ بذریعہ وکیل اپنا پہلو پیش کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے۔ وہ تلافی کے لئے کوشش نہ کریں ؛

ہمارے خیال میں اگر اس کمیٹی میں غیر سرکاری عنصر بھی داخل کیا جاتا۔ تو عوام کے لئے زیادہ اطمینان کا باعث ہوتا۔ اور وہ زیادہ آمادگی کے ساتھ حالات پیش کر سکتے۔ اب بھی اگر حکومت توجہ کرے۔ تو یہ بہت مفید ہوگا ؛

پنجاب کونسل کے ممبروں کا اہم مکتوب

اس پرچہ میں دوسری جگہ وہ اہم مکتوب درج ہے۔ جو جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لاء نے پنجاب کونسل کے ستائیس مسلمان ممبروں کی طرف سے ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سیکرٹری کو بھیجا ہے۔ اور جس میں ملک کے اہم وقتی امور کے متعلق مسلمانانِ پنجاب کی پالیسی کا اظہار کیا گیا ہے ؛

اس وقت ملک میں شورش اور بد امنی جس سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور اس میں مسلمان جس طرح لپیٹے جا رہے ہیں۔ وہ اس بات کی متقاضی ہے۔ کہ اپنے اپنے حلقوں میں اثر رکھنے والے اصحاب اُسے دُور کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ صوبہ پنجاب کے معزز اصحاب نے ادھر توجہ کی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی گورنمنٹ کا بھی فرض ہے۔ کہ جن امور کی طرف قانون پسند اور امن قائم رکھنے کی کوشش کرنے والے سرکردہ اصحاب نے توجہ دلائی ہے۔ انہیں جلد سے جلد عمل میں لائے۔ کیونکہ جب تک عام بے چینی اور بے اطمینانی کے اسباب دُور نہ ہوں۔ اس وقت تک بد امنی دُور کرنے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی ؛

اسٹیٹسمین کی فتنہ انگیزی

سمجھ میں نہیں آتا۔ اس وقت جبکہ گورنمنٹ چاروں طرف سے مشکلات میں گھری ہوئی ہے۔ ملک میں بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور مسلمان بحیثیت قوم نہ صرف اس بد امنی سے علیحدہ ہیں بلکہ اسے دُور کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ کیوں کلکتہ کے اینگلو انڈین اخبار اسٹیٹسمین نے عقل و سمجھ کو بالائے طاق رکھدیا اور خواہ مخواہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر کے ان میں بے چینی پیدا کرنے کا موجب ہوا ہے۔ اس اخبار کے ۱۱ مئی کے پرچہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں "ابن الوقت" اور "دجل ساز" کے ناپاک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ؛

اس قسم کی شرارت اور کمینگی کا سوائے اس کے کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان ایسے لوگوں کو جو خواہ مخواہ ان کے مقدس جذبات کی تذلیل کریں۔ انسانیت سے خارج سمجھیں۔ اور ان سے کسی بھلائی کی توقع نہ رکھیں۔ "اسٹیٹسمین" کا فرض ہے۔ کہ اس کے متعلق مسلمانوں سے معذرت خواہ ہو۔ اور آئندہ ان کے احساسات کا پورا پورا لحاظ رکھے ؛

گورنمنٹ کو ایسے فتنہ پرداز لوگوں کی سرزنش کرنی چاہیئے اور ایسی شرارتوں کو سیاسی شرارتوں سے بھی زیادہ اہمیت دینی چاہیئے۔ کیونکہ مسلمان کسی ایسی قوم سے دوستانہ تعلقات نہیں رکھ سکتے۔ جو ان کے مقدس اور محبوب آقا کی ہتک کرے اور نہ اسے

عدم تشدد والوں کا تشدد

عدم تشدد کے مدعیوں نے اب تو جگہ جگہ تشدد شروع کر دیا ہے۔ دھاراسانہ کے متعلق شائع ہو چکا ہے۔ کہ ایک رضا کار نے چاقو نکال کر للکارا۔ کہ اس سے پولیس افسر کی جان لی جائے گی اور جب پولیس اس کے پاس پہونچی۔ تو اس کے ساتھیوں نے اس سے چاقو لے کر پیچھے رضا کاروں کو دے دیا ؛

اب احمد آباد کا تار مظہر ہے۔ کہ ۲۵ مئی کو وڈالہ کے مقام پر جہاں ذخیرہ نمک پر حملہ کیا جاتا ہے۔ محکمہ آبکاری کے کانسٹیبل جب کارخانہ نمک سے واپس جا رہے تھے۔ تو ہجوم نے ان پر حملہ کر دیا۔ پولیس افسران ان کی مدد کو پہونچے۔ لیکن ان پر بھی حملہ کیا گیا۔ اور پتھر برسائے گئے۔ ایک سارجنٹ کے بازو پر شدید چوٹ آئی۔ دوسرے افسر بھی زخمی ہوئے ؛

یہ وہ مقامات ہیں۔ جنہیں گاندھی جی نے حملہ کرنے کے لئے منتخب کیا۔ اور جہاں ان کے خاص پیرو مصروفِ عمل ہیں۔ اگر یہ لوگ بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ اور تشدد پر اتر آتے ہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ عدم تشدد نام رکھ کر جو کچھ کیا جاتا ہے وہ تشدد ہی ہے۔ اور اس کے نتائج سوائے کشت و خون کے اور کیا ہو سکتے ہیں ؛

نماز فجر کا فائدہ

ڈاکٹر بھیدن لال صاحب نے جو انگلستان کے تعلیم یافتہ اور تپدق کے علاج کے ماہر خصوصی ہیں "علے الصبح کا اٹھنا تپدق سے بچنے کا بہترین حفظ ما تقدم ہے" کے عنوان سے ایک مضمون اخبار پرکاش (۲۵-مئی) میں شائع کرایا ہے۔ جس میں آپ نے سائنٹیفک طور پر نہایت دلآویز پیرایہ میں یہ امر ثابت کیا ہے۔ کہ علی الصباح اٹھنا انسان کو تپدق کے علاوہ اور بھی کئی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ صبح خیزی کے فوائد بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:-

"محمد صاحب نے بھی علی الصبح کی نماز مقرر کر کے برہم مہورت اٹھنے کے لابھ کی عملاً تائید کی ہے۔ اس نماز کا ایک بڑا لابھ یہ ہے۔ کہ خدا کی یاد کے ساتھ لوگ نسیم سحری کا لطف بھی اٹھا سکیں"۔

یہ الفاظ ایک غیر مسلم کی زبان سے نماز فجر کے فوائد کے متعلق نکلے ہیں لیکن مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت ایسی ہے۔ جو اس چیز سے جو انہیں خدا تعالٰے کا مقرب بنا کر نجات اخروی کا مستحق بنانے کے علاوہ جسمانی طور پر بھی صدہا مصیبتوں سے محفوظ رکھنے کا کافیل اور مسلمہ علاج ہے۔ کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتی ؛

کاش مسلمان اسلامی احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔ تاکہ روحانی ترقی کے علاوہ جسمانی اور دنیوی ترقی بھی حاصل کر سکیں ؛

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

قمری حساب

۲۲ مئی بعد نماز عصر۔ ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کہ شریعت میں قمری مہینہ کا حساب کیوں رکھا گیا ہے۔ اس سے بہت گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہے۔

فرمایا۔ گڑبڑ کا تو کوئی سوال نہیں۔ قمری مہینہ کا حساب اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ اس سے عوام الناس بآسانی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ موجودہ شمسی حساب بھی تو فرضی ہے۔ اور صرف نظام قائم رکھنے کے لئے فرض کر لیا گیا ہے۔ اور اگر شمسی سال نکالے جائیں۔ تو ان کی اقسام غالباً کئی ہزار ہونگی۔ جن میں ایک دوسرے سے فرق ہے۔ لیکن قمری میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ پھر شریعت نے رمضان۔ عید اور حج کے متعلق قمری مہینہ رکھا ہے۔ وگرنہ اپنے دوسرے کاموں کے لئے ضروری نہیں۔ کہ قمری تاریخوں پر ہی عمل کیا جائے۔ چونکہ حج اور عید وغیرہ ایسی باتیں ہیں۔ جن پر ساری دنیا میں عمل ہوتا ہے۔ اس لئے ایسا مہینہ مقرر کیا۔ جس پر ہر ملک متحد ہو سکے۔ ہر جگہ چاند چڑھنے کے ساتھ پہلی تاریخ سمجھی جائے گی۔

آئمہ سلف اور بائبل

ایک صاحب نے دریافت کیا۔ بعض آئمہ سلف نے قرآن کریم کی بعض آیات کے معنے غلط کئے ہیں۔ اور بائبل کے حوالے غلط طور پر پیش کئے ہیں۔

فرمایا۔ اصل میں ان کی سمجھ میں قرآن شریف کی وہ آیات نہیں آئیں۔ اور اس زمانہ کے حالات ہی ایسے تھے۔ کہ ان آیات کا سمجھنا آسان نہ تھا۔ پھر توریت انجیل تو انہوں نے شاید دیکھی بھی نہ ہو۔ اسی لئے ان کے دیئے ہوئے حوالے غلط ہیں۔ وہ زمانہ علمی زمانہ نہ تھا۔ یہ سب باتیں تو انیسویں صدی میں آکر کھلی ہیں۔

بائبل میں لفظی تحریف

سوال کیا گیا۔ کیا قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت ہے۔ جس سے بائبل میں لفظی تحریف ثابت ہو۔

فرمایا۔ وانزلنا الیک الکتٰب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتٰب ومھیمنا علیہ۔ کی آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ بائبل محرف ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ قرآن کریم جو کچھ کہتا ہے۔ وہ اصل اور صحیح تعلیم ہے۔ اگر بائبل کی تعلیم محفوظ ہے۔ تو پھر قرآن کریم محافظ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو محافظ اس وقت ہو سکتا ہے۔ جب وہ چیز اس کے اندر موجود ہو۔ ورنہ جو چیز اپنے قبضہ میں نہ ہو۔ اس کی نگہبانی تو ہو ہی نہیں سکتی۔

رمی جمار

ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کہ رمی جمار کے متعلق بعض روایتوں میں ہے۔ حضرت ہاجرہ کو شیطان ملا جس نے ان کو ورغلانا چاہا۔ اس پر انہوں نے پتھر برسائے۔ کیا یہ صحیح ہے۔

فرمایا۔ ممکن ہے۔ شیطان ملا ہو۔ اور اُس نے ورغلانا چاہا ہو۔ لیکن میں تو اس کے اور معنے سمجھتا ہوں۔ نیک کام کرنے کے بعد انسان کے دل میں کبر کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ بیسیوں حاجیوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حج کے بعد ہمارے قلوب میں سختی پیدا ہو گئی۔ اور رمی جمار میرے نزدیک اس لئے ہے کہ انسان کے دل میں کبر نہ پیدا ہو۔

ہڑتال

ایک شخص نے ذکر کیا۔ گاندھی جی کی گرفتاری پر تو شہروں میں بہت ہڑتالیں ہوئیں۔ لیکن طبیب جی کی گرفتاری پر کچھ بھی نہ ہوا۔ فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ طبیب جی تھا۔ گاندھی نہ تھا۔ اصل میں تو ہڑتال ہندو ہی کرتے ہیں۔ اس لئے وہ مسلمان کی گرفتاری پر کوئی ہڑتال نہیں کرتے۔ لیکن جب خود کرتے ہیں اور مسلمان انکار کر دیتے ہیں۔ تو پھر ان کی دوکانیں جبراً بند کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ اگر مسلمانوں نے دوکانیں کھلی رکھیں۔ تو ان کا سودا بکے گا۔ اور ان کو فائدہ پہنچے گا۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے۔

موجودہ شورش اور گورنمنٹ

ملک میں سیاسی شورش کے روز افزوں ہوتے جانے کے ذکر پر فرمایا۔ معلوم نہیں۔ گورنمنٹ کو کب ہوش آئیگا۔ اسے چاہیئے تھا۔ تمام تعاون کرنے والی جماعتوں کی ایک مجلس بلاتی۔ اور حالات کی اصلاح کے متعلق ان سے مشورہ کرتی۔ اب زمانہ ایسا نہیں رہا۔ کہ زور سے منایا جا سکے۔ کیونکہ ملک کے اندر بیداری اور پھر ساتھ ہی قربانی کی روح پیدا ہو چکی ہے۔ اور جب تک تمام تعاون کرنے والی طاقت کو جمع کر کے کام نہ کیا جائے۔ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اصل میں چند ہندوستانی جو گورنمنٹ میں داخل ہو گئے۔ وہ اس کے لئے بجائے کسی فائدہ کے نقصان کا موجب ہو رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے اگر اور لوگ آگے آئے۔ تو شاید ہماری یہ وقعتی ہو۔ اس لئے وہ حتی الوسع ایسا ہونے ہی نہیں دیتے۔

تشدد مفید نہیں

ایک صاحب نے کہا۔ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ شورش پسند لوگوں کو پوری سختی سے کام لے کر دبا دے۔

فرمایا۔ یہ تو کوئی ٹھیک پالیسی نہیں۔ اگر سارا ملک کھڑا ہو جائے۔ تو گورنمنٹ سختی کر کے کیا کر سکتی ہے۔ اس کی فوجیں ۳۲ کروڑ کو تو دنیا سے نیست و نابود نہیں کر سکتیں پھر اگر تمام ملک کو تباہ کر دیا جائے۔ تو حکومت کس پر کی جائیگی۔ اس وقت نہایت سوچ بچار کر کے گورنمنٹ کو قدم اٹھانا چاہیئے۔ اور نہایت ضروری امر یہ ہے۔ کہ تعاون پسند جماعتوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا جائے۔

گورنمنٹ نے اس وقت کوئی حسن تدبیر کا ثبوت نہیں دیا۔ اگر اس شورش کے شروع ہوتے ہی سارداایکٹ کو منسوخ کر دیا جاتا۔ تو مولویوں کا سارا زور ٹوٹ جاتا۔ ان کی مخالفت بالکل ٹھنڈی پڑ جاتی۔ اور ایسا کرنے سے گورنمنٹ کا کوئی نقصان نہیں تھا۔ اِس ایکٹ پر حکومت کی فوج اور پولیس کی مضبوطی کا استحکام تو تھا ہی نہیں۔ عوام کے لئے تھا۔ اور جب عوام پسند نہ کرتے تھے۔ تو گورنمنٹ کا اسے منسوخ کر دینا بالکل معمولی بات تھی۔

فرمایا۔ بے شک انتہائی تشدد اور ظلم کرنے سے بھی امن تو ہو سکتا ہے۔ اور پُرانے زمانہ میں یہی ہوتا تھا۔ کہ حکومتیں مختلف علاقے بارسوخ اور مقتدر لوگوں کے حوالے کر دیتی تھیں۔ کہ تم خود بھی کھاؤ اور ہمیں بھی اتنا حصہ دیدیا کرو۔ اور اگر انگریز بھی اس طرح کریں۔ تو ممکن ہے۔ کچھ عرصہ تک بالکل امن وامان ہو جائے۔ لیکن یہ ایک ایسی بات ہے۔ جسے انگریز نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کی اپنی قوم اس حالت کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اگر ایسا کیا جائے۔ تو خود ان کے اپنے ملک میں شور پڑ جائے۔ کیونکہ وہ لوگ ایسی باتوں کے عادی نہیں ہیں۔

درجہ نوآبادیات

فرمایا۔ ابھی ہندوستان درجہ نوآبادیات کے قابل نہیں ہوا۔ اور اگر یہ درجہ دیدیا جائے۔ تو فوراً خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ ہاں میں اس بات کا حامی ہوں۔ کہ اس درجہ کا بیشتر حصہ ضرور دیدینا چاہیئے۔ ابھی ہندوستان اس قابل نہیں۔ کہ انگلستان سے کلی انقطاع کر سکے۔ یہ تعلق ابھی باقی رہنا چاہیئے۔ لیکن اس عرصہ میں اس قدر ضرور ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہندوستانی آزادی محسوس کریں۔ اور انگریزوں کا ان پر کوئی رُعب نہ ہو۔

فرمایا۔ یہ انگریزی راج ہی ہے جس کی حدود میں رہتے ہوئے اس کے خلاف اس قدر شور بپا کر دیا جاتا ہے۔ وگرنہ کسی دیسی ریاست میں کوئی بول کر تو دکھائے۔

۵ مئی بعد نماز ظہر

حروف مقطعات

ایک صاحب نے دریافت کیا۔ حروف مقطعات کی تشریح فرماتے ہوئے حضور نے نٓ والقلم کی تفسیر بیان نہیں فرمائی۔

حضور نے فرمایا۔ ن مقطعات میں سے نہیں۔ مقطعات کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ حرف جو دوسرے کے ساتھ ملکر معنے دے۔ لیکن نون کے عربی زبان میں لغتاً معنے موجود ہیں۔

اس پر ایک صاحب نے پوچھا۔ کیا اسی طرح حٓ کے بھی کوئی معنی ہیں۔ فرمایا۔ عربی زبان میں تو نہیں ہاں پنجابی میں اس کے معنے ضرور ہیں۔

ولادت مسیح

ایک صاحب نے عرض کیا بے نظیر چیز تو دنیا میں سوائے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی پیدائش کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔

فرمایا۔ ہم تو اسے بھی بے نظیر نہیں مانتے۔ بلکہ اور بھی کئی ایسی پیدائشوں کا علم ہے۔ دو سو مشہور لوگوں کے نام تو انسائیکلوپیڈیا والے نے گنائے ہیں۔ ہلاکو خان اور چین کے شاہی خاندان منچو کے ایک بادشاہ کی پیدائش بھی اسی طرح بیان کی گئی ہے۔ ہلاکو خان کی والدہ نے تو پہلے ہی اپنی قوم کو اس سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور قوم نے کہا تھا۔ کہ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو ہم تجھے قتل کر دینگے۔ اسکی والدہ نے ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا۔ کہ میں نے ایک رؤیا بھی دیکھا ہے۔ کہ وہ ایک بہت بڑا بادشاہ ہوگا۔ تو سینکڑوں مثالیں تاریخ میں ایسی ملتی ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے۔ خدا تعالےٰ پیشگوئی کے بغیر ایسا نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ خدا تعالےٰ کی شان رحیمیت کے خلاف ہے۔ کہ کسی بے گناہ عورت کی یونہی ذلت اور رسوائی ہو۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف نہیں۔ بلکہ یہ بھی ایک قانون قدرت ہے۔

اس کے علاوہ رسولیوں میں سے بچے تو کئی ایک کے نکلے ہیں۔ اور طب میں سینکڑوں ہزاروں مثالیں ایسی ملتی ہیں۔ اور کئی ایک ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ کہ باکرہ عورت کے پیٹ سے رسولی نکلی جس میں بچہ تھا۔ سوبے جان بچہ کا نکلنا تو سب مانتے ہیں۔ اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ یورپین ڈاکٹر صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ جان والا بچہ ہماری نظر سے ابھی تک کوئی نہیں گذرا۔ لیکن وہ جان والا بچہ دیکھ کیسے سکتے ہیں۔ کیونکہ جو بچہ مکمل ہو کر پیدا ہو۔ اُسے صحیح کہہ دیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علمی وراثت کے مدعی

مذہبی اور سیاسی عقائد میں شدید اختلاف

ہمارے غیر مبائع دوست ہمیشہ یہ بات نہایت زور شور سے پیش کرتے رہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جانشین اور حضور کے علم و عرفان کے حقیقی وارث وہی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کو اس سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ ہم نے بارہا موجہ اور مدلل طور پر اس غلط بیانی کی تردید کی۔ اور بتایا ہے۔ کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاف اور واضح عقائد سے صریح اختلاف بلکہ آپ کے برعکس اور متضاد عقائد رکھتا ہو۔ وہ اپنے آپ کو دنیا کی کسی منطق کی رو سے حضور علیہ السلام کے علم کا وارث قرار نہیں دے سکتا۔ لیکن ان لوگوں کو خودستائی کی کچھ ایسی عادت ہو گئی ہے۔ کہ اب سراسر بے بنیاد دعوی سے باز نہیں آتے۔ حال میں ان لوگوں کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" نے بھی اسی قسم کی گوہر افشانی ایک جمعہ کے خطبہ کے دوران میں کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"اس علم کو ہمارے مجدد نے زندہ کیا۔ اس کا وارث مجدد وقت نے ہم کو قرار دیا۔ ..... یاد رکھو کہ لاہور کی احمدی جماعت خصوصیت کے ساتھ اس علم کی وارث ہے" (پیغام صلح ۲۰ اپریل)

اس دعوئی کو پیش نظر رکھیئے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل ارشاد کو دیکھیئے۔ کہ

"ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے۔ کہ حکم اس کو کہتے ہیں۔ کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے۔ اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۹)

اور پھر دیکھیئے۔ کہ وہ لوگ جو اپنے سوا کسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سچا جانشین ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ کے ان عقائد سے کس قدر اختلاف رکھتے ہیں۔ جن کی بنیاد حضور نے قرآن کریم پر رکھی ہے۔ اور نہ صرف خود اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف عقیدہ کو تمام دنیا میں رائج کرنے اور منوانے کے لئے سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود ع۔ فرماتے ہیں۔

(۱) "از جملہ عقائد ماست۔ کہ حضرت عیسٰے و حضرت یحیٰی علیہم السلام بطریق خرق عادت متولد شدہ اند و دریں ولادت ہیچ استبعاد نیست" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰)

(۲) "خلق عیسٰے من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰)

آپ کا یہ عقیدہ کوئی رسمی عقیدہ نہیں۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں "وھٰذا امر نکتبہ من شہادۃ القرآن والانجیل فلا تترکوا سبیل الحق والفلاح"

یعنے آپ کے اس عقیدہ کی بنیاد قرآن کریم اور انجیل پر ہے۔ اور اس سے اختلاف کرنا آپ کے نزدیک سبیل الحق والفلاح کو ترک کرنا ہے۔ لیکن وہی مولوی محمد علی صاحب منبر پر کھڑے ہو کر نہایت بلند آہنگی سے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا جائز وارث اور صحیح جانشین قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"اگر معجزانہ پیدائش سے یہ مراد ہے۔ کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے۔ تو قرآن میں کہیں نہیں لکھا۔ اور اگر کہا جائے۔ کہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ تو دعوئی قرآن سے دلیل دینے کا تھا۔ مگر نہ صرف قرآن میں ہی ذکر نہیں کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے۔ بلکہ کوئی حدیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی ایسی نہیں ملتی" (حقیقۃ المسیح صفحہ ۶)

اب غور فرمائیے۔ وہ انسان جس کا دعوئی مامور من اللہ ہونے کا ہے۔ وہ جو کہتا ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علوم روحانی اور حقائق و معارف قرآنیہ سکھانے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور میرے ذریعہ لوگ قرآن کریم کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ اپنا ایک عقیدہ متواتر ظاہر کرتا ہے۔ بار بار اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور یہاں تک کہتا ہے۔ کہ میرے اس عقیدہ کی بنیاد تعلیمات قرآنی پر ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص جو اس پر ایمان لانے کا مدعی ہے اور نہ صرف ایمان لانے بلکہ اپنے آپ کو اس کا صحیح اور سچا جانشین قرار دینے کا اعلان کرتا ہے۔ اور یہ دعوئی رکھتا ہے۔ کہ میں اور میرے ساتھی اس مامور من اللہ کے علم کے وارث ہیں۔ اس عقیدہ کے متعلق جسے مامور من اللہ نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق بیان کیا تھا۔ اس کا یہ خیال ہے کہ "نہ صرف قرآن میں ہی ذکر نہیں بلکہ کوئی حدیث نبی کریم صلے اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کی بھی ایسی نہیں۔" اب بتائیے۔ ایسا انسان اپنے دعویٰ میں کہاں تک حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے۔

یہ تو مذہبی عقیدہ کے متعلق اختلاف کی ایک مثال ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم ایک سیاسی اختلاف کی مثال بھی پیش کرتے ہیں۔ تا معلوم ہو سکے۔ کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کا وارث خیال کرتے ہیں۔ کہاں تک آپکی ہدایات کی روشنی میں کام کر رہے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے جس سے انکار کی کوئی صورت ہی نہیں۔ کہ اسلام چونکہ امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اس لئے اس نے بغاوت کی تمام راہوں کو بند کر کے حکومت وقت سے وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعلیم دی ہے۔ تا ملک میں بدامنی پھیل کر ملکی ترقیات کو روک نہ دے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اپنی ترقی و ترفع اور اپنے حقوق کے حصول کے لئے آئینی جد و جہد کو جائز بلکہ ضروری رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اسلام کی صحیح تعلیم پر دنیا کو کاربند کرنے کے لئے آئے تھے۔ اس لئے آپ نے بھی حکومت وقت کے خلاف غیر آئینی اور بغاوت انگیز تحریکات سے علیحدہ رہنے کی تلقین اپنی جماعت کو کی۔ نومبر ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے۔ حضور لدھیانہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک ہندو صاحب نے ہندوستان کی غربت و افلاس کا ذکر کر کے سودیشی تحریک کے متعلق آپ کی رائے دریافت کی۔ جس کے جواب میں حضور نے فرمایا:

"اپنے وطن کی چیز کا استعمال بے شک عمدہ بات ہے۔ خود گورنمنٹ بھی اس کو پسند کرتی ہے۔ کہ تمام ضروری اشیاء کی ساخت کا ہنر ہندوستانی سیکھیں۔ اور حرفت و تجارت میں ترقی کریں۔ لیکن موجودہ تحریک سودیشی اپنے اندر اسباب بغاوت کی خفیہ ملونی رکھتی ہے۔ اور در اصل اس تحریک کی ابتداء ملکی اشیاء کی ہمدردی سے نہیں۔ بلکہ تقسیم بنگالہ پر بنگالیوں کی ناراضگی اس کی جڑ ہے۔ اس واسطے یہ امر منحوس معلوم ہوتا ہے...... غرض موجودہ تحریک سودیشی نیک نیتی پر مبنی نہ ہونے کے سبب قابل ہمدردی اور شمولیت نہیں ہے۔" (اخبار بدر ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء)

اس ارشاد کو ایک طرف رکھئے۔ اور دوسری طرف اس خبر کو پڑھئے۔ جو اخبار زمیندار (۲۰ اپریل) میں بایں الفاظ شائع ہوئی:

"لاہور ۱۸ اپریل۔ آج احمدیوں کی مسجد میں جمعہ کے خطبہ کے دوران میں مولوی صدر دین نے کہا کہ اپنے جائز حقوق حاصل کرنے کی قرآن و حدیث میں کوئی ممانعت نہیں۔ اپنے حقوق کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے جنگ کی تھی۔ اور لوگوں کو کھدر پہننے کی تلقین کی۔ اور کہا کہ بدیشی کپڑا استعمال کرنے کی وجہ سے ہر سال ہندوستان کا کروڑوں روپیہ انگلستان اور دوسرے ملکوں میں چلا جاتا ہے۔ اگر آپ کھدر استعمال کریں تو ہندوستان کی دولت میں اضافہ ہو جائیگا۔ جمعہ کے بعد بعض لوگ کہتے تھے۔ کہ مولوی صاحب کو ان سیاسی باتوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن مولوی صاحب نے کہا۔ کہ میں نے وہ کہا ہے۔ جو کچھ قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔"

یہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کے ورثاء کی حالت۔ حضور جس چیز کو "منحوس" اور "نا قابل ہمدردی و شمولیت" قرار دیتے ہیں۔ اس پر عمل کرنے کی تلقین علانیہ برسر منبر کی جاتی ہے۔ اور اسے عین قرآن و حدیث کے مطابق بتایا جاتا ہے۔

کیا اس کے صاف معنے یہ نہیں۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن و حدیث سے اسقدر واقف نہیں تھے۔ جس قدر یہ لوگ ہیں۔ اگر مولوی صدر دین صاحب اپنی کسی پرائیویٹ مجلس میں کسی ایسی بات کا اظہار کر دیتے۔ تو الگ بات تھی۔ لیکن امامت کے مقام پر کھڑے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح اور بیّن فتویٰ کے خلاف آواز بلند کرنا اور پھر ساتھ ہی اپنے آپکو حضور کے "علم کا وارث" قرار دینا نہایت ہی شرمناک فعل ہے۔

پھر اگر یہ تلقین وطنی اشیاء کی ترقی کے لحاظ سے کی جاتی۔ تو اور بات تھی۔ لیکن مولوی صدر دین صاحب نے اسی وجہ سے اس کی تلقین کی۔ جس کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی مخالفت فرمائی۔ ان حالات میں کیا کوئی عقلمند اور سمجھدار انسان اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے وارث اور سچے جانشین غیر مبائعین ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے تقدس کے متعلق شہادت

مجھے اس بات سے سخت افسوس ہوا۔ کہ میرا ایک خط اخبار زمیندار میں شائع کرانے اور کرنیوالوں نے سخت غلطی کی ہے۔ میری ہوتے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر ناپاک الزام لگایا تھا۔ مگر اسوقت اسکے اس الزام کو غلط سمجھ کر اُسکی طلاق دیکر آزاد کر دیا گیا تھا۔ گذشتہ سال بعض لوگوں نے مجھ سے ایسی باتیں کیں۔ جن سے میں نے دھوکہ کھا کر حضرت صاحب سے حلف کا مطالبہ کیا۔ مگر جہاں تک میں نے تحقیقات کی۔ ان واقعات کو سراسر غلط اور بے بنیاد پایا۔ اور میری بیوی اور بچوں نے بھی قسم کھا کر حضرت صاحب کی پاکیزگی کی شہادت دی میں پہلے مباہلہ اور حلف کو ہر امر میں جائز سمجھتا تھا۔ مگر اس کے متعلق جب غور کیا تو میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ مباہلہ اور حلف کے متعلق مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث سے بھی دریافت کیا گیا۔ مگر انکے جوابات سے یہی پایا گیا کہ زنا کے الزام میں مباہلہ اور حلف کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ اسلئے میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء سے قبل ہی اس قسم کے شبہات اور مطالبہ حلف سے رجوع کر لیا تھا۔ اب میں بذریعہ اخبار الفضل اعلان کرتا ہوں۔ کہ مجھکو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق کوئی شبہ نہیں۔ میں ان تمام الزامات کو جو حضور کی طرف لوگوں نے منسوب کئے ہیں سراسر افتراء اور بہتان یقین کرتا ہوں۔ میرا ایمان ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خوشنودی اور فرمانبرداری٭ خدا کی خوشنودی کا موجب ہے۔ ابتلاء کے دنوں میں میں نے کثرت سے ایسے خواب دیکھے جن سے ان تمام الزامات کی تردید اور حضرت صاحب کی پاکیزگی کی تائید ہوئی۔ اور خدا نے مجھکو ان شبہات میں پڑنے سے منع فرمایا۔

ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی صداقت کا نشان

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جو ان دنوں بحالی صحت کے لئے شملہ تشریف رکھتے ہیں۔ ۲۳ مئی مسجد احمدیہ شملہ میں مندرجہ بالا عنوان پر خطبہ جمعہ پڑھا۔ اس کا خلاصہ ہمارے پاس برائے اشاعت پہنچا ہے۔ جسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مومن پر ابتلاء

چالیس سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل ہونیکا فخر حاصل ہوا۔ اور تب سے لگاتار خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے سلسلہ حقہ کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ اور سلسلہ کی ترقی میں تمام معاملات اندرونی اور بیرونی میں شمولیت اور واقفیت مجھے حاصل ہوتی رہی ہے۔ اس لمبے عرصہ کی تاریخ میں جو نمایاں اور مؤثر اہم اصول زندگی و ترقیات روحانیہ میں نے ملاحظہ کیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ مومنوں کی جماعت ہمیشہ کسی نہ کسی ابتلاء میں گرفتار رہتی ہے۔ مومن کی راحت اور اس کا اطمینان اور بھروسہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ مگر دنیوی معاملات کے گورکھ دھندے۔ غلط فہمیوں کے جال اسطرح اسکے اردگرد پھیلے رہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ مضطرب ہو کر پناہ اور دستگیری کیواسطے اپنے رب اور مالک کی طرف دوڑتا جھکتا اور گڑگڑاتا رہتا ہے۔ اور قدیم سے یہی سنت اللہ جاری ہے ہر ایک ترقی کرنیوالی قوم کے ساتھ یہی حال گزرتا ہے۔ انگریزی میں مثل ہے History repeats itself یعنی جو کچھ پہلی تاریخوں میں ہم پڑھتے ہیں۔ ویسے ہی واقعات اور حالات بار بار دنیا پر وارد ہوتے رہتے ہیں۔

انبیاء کرام پر ابتلاء

بنی اسرائیل کا حال دیکھو۔ فرعون کی سختی میں انہوں نے کسقدر دکھ اٹھائے۔ مسیح ناصری اور اسکے حواریوں پر کیا کیا مصائب گذرے۔ نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں اور منافقوں کے ہاتھوں کیسے کیسے دکھ پائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ میری راہ میں بہت کانٹے ہیں جس کے پاؤں نازک ہوں۔ وہ ابھی سے واپس ہو جائے۔ انجیل میں تو یہ دعا سکھلائی گئی ہے۔ کہ اے خدا تو ہمیں امتحان میں نہ ڈال مگر قرآن شریف نے اس دعا کی اصلاح کی ہے کہ اے خدا تو ہمیں ایسے امتحان میں نہ ڈال جسکو ہم برداشت نہ کر سکیں اور ہم فیل ہو جائیں امتحانوں کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر امتحان پاس کرنیکے کوئی شخص ڈگری اور درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ابتلاء موجب اصطفاء ہوتا ہے۔ اسواسطے دعا سکھلائی ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ اے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسکے نیچے ہم دبکر ہلاک ہو جائیں۔ ایسا امتحان ہم پر نہ پڑے کہ ہم فیل ہو کر نامراد ہو جائیں۔ حضرت رابعہ بصری کے حالات میں لکھا ہے کہ جس دن کوئی ابتلاء اور تکلیف وارد نہ ہو۔ اسدن گھبراتی تھیں۔ اور فرماتی تھیں۔ کہ آج دوست نے ہمیں بھلا دیا۔

شامت اعمال کا نتیجہ

جب انسان اپنی شامت اعمال سے کسی ایسے ابتلا میں گرفتار ہوتا ہے۔ جو اس کے واسطے ناکامی کا موجب ہو۔ تو اس کی عقل ماری جاتی ہے۔ وہی باتیں جو پہلے اس کے واسطے ہدایت کا موجب ہوتی ہیں۔ اب ٹھوکر اور گمراہی کا باعث ہو جاتی ہیں۔ وہی واقعات۔ وہی دلائل۔ وہی اشخاص وہی کام موجود ہوجاتے ہیں۔ مگر ہر ایک بات اس کے واسطے الٹی ہو جاتی ہے

وہی براہین احمدیہ۔ وہی الہامات۔ وہی پیشگوئیاں جن کی تعریف میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے کئی صفحے اپنے ریویو میں لکھ ڈالے۔ موجود تھے۔ مگر جب اس کے تکبر نے اُسے ضد پر کھڑا کر دیا۔ تو ہر ایک چیز اسے بُری لگنے لگی۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کو ملہم ہونے کا دعویٰ تھا۔ سالہا سال اسے الہامات صداقت سلسلہ میں ہوتے رہے۔ لیکن لنگر خانہ اور چند مہمانوں کے متعلق جو اس کے دل میں اعتراض پیدا ہوئے۔ اور اسے تنبیہ کی گئی۔ تو تکبر میں آکر وہ سب کچھ بھول گیا۔ اور اسے الہامات بھی الٹے ہونے لگ گئے۔

خدا کے ولی کی عداوت کا نتیجہ

ہمارے غیر مبایع بھائیوں کو دیکھو۔ کہ وہ اپنی کتابوں اور رسالوں میں مسیح موعود کو نبی لکھتے رہے۔ مگر حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کے ساتھ بغض کی مار جو پڑی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا بھی انکار ہو گیا۔ اور بڑی بے باکی سے اپنے مضمونوں اور لیکچروں میں پکار رہے ہیں۔ کہ نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔ حالانکہ نبی کا لفظ مسیح موعود کے واسطے حدیث میں موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں موجود ہے۔ تحریروں میں موجود ہے۔ آپ کے دستخط میں موجود ہے۔ بے شک۔ وہ نبوت ظلی ہے۔ آپ امتی نبی ہیں۔ بروزی نبی ہیں۔ مگر نبی کا لفظ تو ہے۔ اور تم خود استعمال کرتے رہے۔ مگر اب انکار کیوں۔ من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنتہ۔ والی بات پوری ہو رہی ہے۔ خدا کے ولی کے ساتھ جو عداوت کرتا ہے۔ خدا اس کی عقل ضایع کر دیتا ہے۔ اچھی باتیں اسے بُری لگنے لگ جاتی ہیں ؛

تازہ عبرتناک واقعہ

اس وقت تازہ واقعہ عبرت ہمارے سامنے موجود ہے مشین سیویاں بنانے والے مستری احمدی تھے۔ احمدیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ مگر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ اگر ان کے اعتراض درست ہوتے۔ تو انہیں توفیق ملتی۔ کہ احمدیت کی خدمت کرتے۔ کیا وہ دلائل جو مستری اپنی تبلیغ اور لیکچروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں پیش کرتے تھے۔ وہ سب اب اس واسطے غلط ہوگئے۔ کہ کسی کی ذات پر انہیں اعتراض پیدا ہوئے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے۔ کہ ایک ولی اللہ کی عداوت نے انہیں بے عقل اور اندھا کر دیا۔ رفتہ رفتہ ان کا ایمان سلب ہو گیا۔ احمدی سے غیر مبایع اور پھر غیر احمدی ہو گئے۔ ابھی آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی صداقت کا نشان

مجھے اپنے سفروں میں بارہا مختلف شہروں میں ایسے لوگوں کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ جن کی نسبت وہاں کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ پہلے احمدی ہوتے تھے پھر غیر مبایع ہو گئے۔ اور اب تو کچھ بھی نہیں۔ اسلام پر بھی قائم نہیں رہے۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صداقت کا یہ بھی ایک بڑا نشان ہے۔ کہ جس نے آپ سے عداوت کی۔ اس کا ایمان سلب ہو گیا۔ بہت خوف کا مقام ہے۔ اللہ تعالے سے دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کہ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔ وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

ایک اور ثبوت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صداقت کا یہ ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ابتلاؤں میں ایسی استقامت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ جیسے سمندر میں چٹان ہوتی ہے۔ کہ سمندر کی موجیں ہزار شور مچائیں۔ اور اُٹھ اٹھ کر حملے کریں۔ مگر وہ چٹان کو حرکت نہیں دے سکتیں۔ اور خود ہی خائب و خاسر ہو کر خاموش ہو کر بالآخر بیٹھ جاتی ہیں۔

مولوی محمد حسین کا وہ زمانہ یاد کرو۔ کہ جب اس نے تمام علمائے ہند و عرب سے کفر کے فتوے لگوا کر ایک شور برپا کر دیا۔ اس وقت تھوڑے سے احمدیوں کا کیا حال تھا۔ کسی مسجد میں اور کسی مجلس میں ان کے لئے امن نہ تھا۔ مگر آج محمد حسین کہاں ہے۔ اور اس کے کفر کے فتوے تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتے۔ اس طرح مخالفین بیرونی اور اندرونی اٹھتے رہے۔ مومنوں کے واسطے ابتلاؤں اور ٹھوکروں کا سامان کرتے رہے۔ مگر خود ہی بالآخر ہلاک ہو کر ختم ہو گئے۔ اسی طرح یہ فتنہ بھی گذر جائیگا۔ اور حضرت اولوالعزم کی شان پہلے سے بھی زیادہ درخشندگی کے ساتھ چمکے گی۔ مبارک ہیں وہ۔ جو ابتلاؤں پر صبر کرتے۔ اور برداشت کرتے۔ اور قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ ان کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ اور وہ خدا کے برگزیدوں میں سے ہیں۔ اے خدا ہمیں ایسا ہی بنا۔ آمین ؛

خادم قوم
(محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ شملہ۔ اسپرن ولا۔ لوئر کندھی)

ایک دشمن احمدیت کی عبرتناک موت

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ جو اس کے پاک رسولوں کو ستاتا ہے۔ انہیں ایذا اور دکھ پہونچانا کار ثواب خیال کرتا ہے۔ خدا اسے ہلاک کرتا۔ اور دنیا سے حرف غلط کی طرح ناپید کر دیتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر بیسیوں نہیں سینکڑوں مخالف اٹھے۔ بہت تھے۔ جو یہ خیال کرتے تھے۔ کہ ہم اپنے زور بازو سے اسے مٹا ڈالینگے مگر زمانہ گواہ ہے۔ زمین اور آسمان گواہ ہیں۔ وہ خود فنا ہو گئے۔ اور اپنی زبان حال سے یہ کہتے ہوئے گئے۔ من نکردم شما حذر بکنید۔

ابھی ابھی پٹھانکوٹ میں ایک تازہ واقعہ ہوا ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کے معاندین کے لئے باعث عبرت اور احمدیت کا علم بلند کرنے والوں کے لئے باعث ازدیاد ایمان ہے۔ بابو شیخ محمد طفیل ٹھیکیدار احمدیت کے اشد دشمن تھے۔ سنہ ۲۸ء میں جب انجمن نظام المسلمین پٹھانکوٹ نے ایک جلسہ کیا۔ اور اس میں بابو حبیب اللہ کلرک نہر امرتسری نے "مراق مرزا" پر لایعنی سی تقریر کی۔ تو اسی دن سے وہ شامت اعمال کے باعث حضرت اقدس کو مراقی کہنے لگ گئے۔ احمدیوں نے بہتیرا سمجھایا۔ کہ یہ طریق درست نہیں۔ مانا۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ مگر آخر شرافت بھی کوئی چیز ہے۔ ایسے الفاظ کا استعمال قطعاً نامناسب اور غیر شریفانہ ہے۔ مگر انہوں نے باوجود سمجھانے کے ہر وقت مراق کا لفظ تمسخر اور استہزا کے طور پر کہنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ کہدیا۔ تمہارے مرزا سے تو میں ہی اچھا ہوں۔

خدا کی شان۔ آخر خود انہیں مراق لاحق ہو گیا۔ دماغ پر سخت چوٹ آئی۔ جس سے ہوش و حواس بھی جاتے رہے۔ علاج کے لئے انہیں ڈلہوزی لے جایا گیا۔ مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ آخر مراق اور دماغی امراض کی تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد کیمبل پور میں فوت ہو گئے۔ ان کا چہرہ چونکہ سخت خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے آخری وقت کسی کو دیکھنے کا موقعہ بھی نہ مل سکا۔

یہ واقعہ جو ابھی ہوا ہے۔ احمدیت کے دشمنوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے اپنے اندر کافی سامان بصیرت رکھتا ہے۔ کاش وہ غور کریں۔ اور سوچیں۔ اور بجائے عداوت پر کمربستہ ہونے کے خدا کے اس پاک رسول کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ جسے خدا نے کہا۔ انی مھین من اراد اھانتک۔ وانی معین من اراد اعانتک ؛ (خاکسار محمد حسین مبلغ ضلع گورداسپور)

مسلمانانِ پنجاب و سرحد کے سیاسی حقوق کا مطالبہ

پنجاب کونسل کے ستائیس مسلمان ممبروں کا مکتوب

ہز ایکسلینسی وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کے نام

جناب عالی۔ میں اس بیان کی ایک نقل بھیجنے کا فخر حاصل کرتا ہوں۔ جس پر پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ان ستائیس ارکان کے دستخط ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی بیان کے نیچے درج ہیں۔ اس بیان پر دستخط کرنے والوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کے پاس اس درخواست کے ساتھ بھیجوں۔ کہ آپ مہربانی فرما کر اسے ہز ایکسلینسی گورنر جنرل کے حضور میں پیش فرما دیں۔ یہ ایک پالیسی کا اعلان ہے۔ جسے دستخط کرنیوالوں کی پوری پوری حمایت حاصل ہے۔ اور جس کی تعمیل میں وہ اپنے اپنے حلقوں میں بدامنی اور بے چینی کو دور کرنے کے لئے حتی الامکان کوشش کر رہے ہیں۔

دستخط کرنیوالے پشاور کے واقعات کی تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر پر خوش ہیں۔ اگرچہ ان کی خواہش ہے۔ کہ اس کمیٹی کے فرائض ہمارے بیان کے فقرہ ج کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ دستخط کرنیوالوں میں سے چودہ اصحاب نے اس بیان پر تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر سے پہلے دستخط کر دیئے تھے۔ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس فقرہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ دستخط ظفر اللہ خان رکن لیجسلیٹو کونسل پنجاب

بیان

چونکہ ملک کی سیاسی حالت اور متواتر بدامنی کے پیش نظر اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ اس صوبہ کے مسلمان ان معاملات کے بارے میں جو سیاسی مباحثوں کا نفس مضمون ہیں۔ اپنے خیالات کا دوبارہ اظہار کریں ہم پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے مسلم ارکان مندرجہ ذیل امور کا اعلان کرتے ہیں:-

(الف) ہم تمام ان کوششوں کو ناپسندیدگی اور نامنظوری کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو ملک کی پرامن حالت کو بدامنی کی صورت میں تبدیل کرنے کے لئے عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ یا جن سے امن اور قانون کی بے حرمتی مقصود ہے۔ ہمارے خیال میں ہر شہری کا یہ اولین فرض ہے۔ کہ وہ حکام اور قانون کی عزت برقرار رکھنے میں امداد دے۔ تاکہ بدامنی نہ پھیلے جس کے پھیلنے کا ان لوگوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے احتمال ہو سکتا ہے جنہوں نے قانون کی ارادتاً خلاف ورزی کرنا اپنے سیاسی پروگرام کا جزو بنا لیا ہے۔

(ب) ہم حکومت پر اس اشد ضرورت کی بابت زور دیتے ہیں۔ کہ صوبوں اور دوسرے علاقوں کو اپنے اندرونی معاملات کا آخری فیصلہ کرنے کے متعلق پورا حق فوراً دیدیا جائے۔ اور بعد ازاں ان پورے طور پر خود مختار صوبوں کو ایک دوسرے سے ملحق کر کے ایک فیڈرل نظام حکومت قائم کیا جائے۔ تاکہ سلطنت کے معاملات میں متحدہ ہندوستان کو دوسرے خود مختار ممالک کے ساتھ مساویانہ درجہ حاصل ہو جائے۔

(ج) ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی میں اس ملک میں مسلم اقلیتوں اور مسلمان رعایا کے سیاسی۔ دنیوی اور مذہبی حقوق کامل طور پر محفوظ ہوں۔ اس عظیم الشان قوم کی سیاسی اہمیت ۔ مرتبہ اور روایات کے مطابق اس کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ اور مسلمانوں کے منشا کے مطابق تحفظ حقوق کا مسئلہ طے کیا جائے۔

(د) شمال مغربی سرحدی صوبہ کے تازہ حادثات کی وجہ سے جو نقصان جان ہوا ہے ہم اس کے لئے سخت افسوس اور رنج کا باعث ہے۔ ہم اس سلسلہ میں مصیبت زدگان کیلئے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ حکومت پر فوری اور غیر جانبدار تحقیقات کیلئے زور دیں۔ تاکہ صوبوں کی حالت کا مقابلہ کرنے کیلئے جو ذرائع استعمال کئے گئے ہیں ان کے موزوں اور غیر موزوں ہونے کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ اور ان حادثات کے متعلق سرکاری اور غیر سرکاری افراد کی ذمہ داری اور انکے قصور وار یا بے قصور ہونے کا پتہ لگایا جائے۔

(ہ) ہمیں یقین ہے کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی تازہ بدامنی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے اس صوبہ کے لوگوں کو سخت مایوسی ہو گئی تھی۔ کہ گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں حکومت نے انکی جائز سیاسی خواہشات کو متواتر نظر انداز کئے رکھا ہے۔ اور ہماری رائے میں کوئی مستحکم اور پرامن حکومت اس صوبہ میں ممکن نہیں۔ جب تک اس صوبہ کے باشندوں کی واجبی اور مناسب خواہشات کامل طور پر پوری نہ کی جائیں۔ تاکہ اس صوبہ کو ملک کے دستور اساسی میں دوسرے صوبوں کے ساتھ مساویانہ اور مناسب جگہ مل جائے۔

(۱) ملک فیروز خان نون وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب (۲) مولوی سر رحیم بخش (۳) علامہ سر محمد اقبال (۴) خان بہادر میجر ملک طالب مہدی خان (۵) خان بہادر ملک امین خان (۶) خان بہادر محمد حیات قریشی۔ سی۔ آئی۔ ای ۔م ۔م (۷) خان بہادر سردار حبیب اللہ خان۔ ڈپٹی پریذیڈنٹ پنجاب لیجسلیٹو کونسل (۸) خان بہادر شیخ عبدالغنی ایڈووکیٹ کرنال (۹) خان بہادر چودھری فضل علی۔ ایم۔ ایل۔ سی (۱۰) خان بہادر رخان سیف اللہ خان (۱۱) خان بہادر رسالدار نور خان (۱۲) خان محمد عبداللہ خان (۱۳) میاں احمد یار خان دولتانہ (۱۴) سید مبارک علی شاہ (۱۵) سید محمد حسین شاہ (۱۶) چودھری علی احمد (۱۷) شیخ فیض محمد (۱۸) شیخ عبدالغنی ایڈووکیٹ سرگودھا (۱۹) چودھری یاسین خان (۲۰) میاں مشتاق احمد خان (۲۱) میاں نوراللہ

اس غیر معمولی رعایت سے فائدہ اُٹھائیے

اور موسم گرما کو خوشگوار بنائیے

جو لوگ اپنے خطوط ۱۴ اور ۱۵ / جون کو ڈاکخانہ میں ڈالینگے

انہیں ایک روپیہ کی چیز بارہ ۱۲ آنے میں ملیگی،

سو شہادتوں کی ایک شہادت

مکرم و معظم جناب قاضی اکمل صاحب ناظم طبع و اشاعت الفضل کے ۲۹ / جون ۱۹۲۶ء کے اشوع میں ہمارے طریق عمل کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "یہ امر موجب خوشی ہے کہ منیجر صاحب نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے۔ جب تک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر اس کے مفید ہونیکا اطمینان حاصل نہ کرلیں۔ امید ہے۔ کہ احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اُٹھائینگے"

"رفیق زندگی"

موسم گرما کے لئے بے نظیر تحفہ

عام طور پر مقوی ادویات گرم ہوتی ہیں۔ اور موسم گرما میں بسا اوقات ان کا استعمال مضر بیٹھتا ہے۔ حالانکہ اسی موسم میں مقویات کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بوجہ گرمی زیادہ پانی پیئے جانے اور بھوک کے مرجانے سے جسم کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ لہذا اس موسم میں ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو مقوی بھی ہو۔ مفرح اور خوشگوار بھی اور گرمی کی گھبراہٹ کو دور کرنے والی بھی۔ سو مبارک ہو۔ کہ وہ چیز تیار ہو گئی جس کا نام "رفیق زندگی" ہے۔ موسم گرما کے لئے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ مفرح دل۔ اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد اور بے رونق و پژمردہ ہو چکے ہوں۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو ان کے لئے یہ جادو اثر اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت فی بکس جس میں ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

پھول بغیر کانٹا

اعصابی کمزوری کے لئے یہ ایک عجیب و غریب تحفہ ہے۔ سریع الاثر اور سہل العمل ہونے کی وجہ سے اس کی دنیا کو عرصہ سے ضرورت تھی۔ اس کی تشریح بیان سے باہر ہے "رفیق زندگی" کے ساتھ نصف قیمت یعنی ایک روپیہ آٹھ آنے ورنہ تین روپے (۳ للعہ) رفیق زندگی کے ہمراہ پھول بغیر کانٹا کا استعمال سونے پر سہاگہ ہے۔

اکسیر معدہ

شدّت گرما معدہ پر جو ناگوار اثر ڈالتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ اکسیر بھوک کے کھولنے، ہیضہ، بدہضمی، درد شکم، اپھارہ، باؤ گولہ، پیٹ کے گڑگڑانے، کھٹی ڈکاریں، قے، جی کے متلانے، جگر و تلی کے بڑھ جانے، سر چکرانے، کرم شکم، قبض، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ خوراک دو سے چار رتی قیمت فی شیشی دو روپے جو مدت کے لئے کافی ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ "مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایات رفع ہو گئیں۔ اس کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں"

چونکہ موسم گرما کے لئے رفیق زندگی۔ پھول بغیر کانٹا۔ اکسیر معدہ نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ جن کا ہر گھر میں موجود رہنا ضروری ہے۔ لہذا ان بہترین ادویات کو شہرت دینے کے لئے اور ان موسمی تحائف سے پبلک کو وسیع پیمانہ پر مستفیض کرنے کے لئے یہ غیر معمولی رعایت دی جارہی ہے۔ کہ جو صاحب ۱۴ و ۱۵ / جون کو اپنے آرڈر ڈاکخانہ میں ڈالینگے۔ انہیں ایک روپیہ کی چیز بارہ آنے کو دی جائے گی۔ پھر لطف یہ کہ اگر خدا نخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو اپنی قیمت واپس لو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہو سکتی ہے۔ لہذا اس غیر معمولی رعایت سے نہ صرف آپ خود ہی فائدہ اٹھائیے۔ بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی شامل کیجئے۔ اگر آپ ان ادویات کے ہمراہ اس کارخانہ کا مقبول عام موتی سرمہ (قیمت دو روپے آٹھ آنہ فی تولہ) اور اکسیر البدن (قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے) موتی دانت پوڈر (قیمت ایک روپیہ) رجسٹرڈ از گورنمنٹ عالیہ بھی طلب فرمائینگے۔ تو محصولڈاک کی بچت رہیگی اور جس صاحب کا آرڈر بیس روپے کا ہوگا۔ انہیں محصولڈاک وغیرہ بھی معاف۔ اور غیر ممالک کے لئے چالیس روپے کے آرڈر پر محصولڈاک معاف غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہونچتی ہے۔ انکے لئے بجائے ۱۴ و ۱۵ / جون کے ۱۴ و ۱۵ / جولائی کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ چونکہ غیر ممالک میں حسابی نہیں جا سکتا۔ لہذا ان کی قیمت معہ محصولڈاک کے پیشگی آنی چاہیئے۔

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

صفحہ ۱۱

مقدمہ مباہلہ مستغیثان کی کارروائی

مباہلہ والوں کی مارپیٹ کا جو مقدمہ دائر ہے۔ وہ ۲۷ و ۲۸ مئی گورداسپور پیش ہوا۔ گواہان استغاثہ پر مزید جرح ہوئی۔ اس پر انہوں نے جو بیانات دیئے۔ وہ مکرم بھائی عبد الرحمن صاحب رپورٹر الفضل کے قلم بند کردہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۲۷ مئی)

سردار نریندر سنگھ کا بیان

سردار نریندر سنگھ صاحب سب انسپکٹر تھانہ قادیان گواہ نے باقرار صالح بجواب مکرر جرح بیان کیا۔

مسجد کی غربی دیوار اور گلی شارع عام کے درمیان کی سفید جگہ میں وقوعہ کے روز روڑوں کا ایک ڈھیر پڑا تھا۔ وہ سفید زمین گلی کی سطح سے ایک فٹ سے ڈیڑھ فٹ تک اُونچی ہوگی۔ عبد الرحمن مضروب جب تھانہ میں رپورٹ لکھانے آیا تھا۔ تو خود بخود بغیر کسی کی مدد کے چل کر آیا تھا۔ اخبار مباہلہ کا پرچہ جنوری فروری ۱۹۳۳ء واقعہ ۲۷/۲۸ مارچ ۱۹۳۳ء کو پولیس کے نوٹس میں آیا تھا۔ اور قادیان میں ۲۷/۲۸ مارچ کو ہی شایع ہوا تھا۔ جس گواہ کو تین مرتبہ زیر دفعہ ۳۷۹ سزا مل چکی ہے۔ میرے خیال میں آخری سزا اس کو ۱۹۲۶ء میں ہوئی تھی۔

اللہ دتا کنسٹبل کا بیان

اللہ دتا گواہ کنسٹبل تھانہ قادیان نے باقرار صالح بجواب مکرر جرح بیان کیا۔

عبد الرحمن مضروب کے گرد جو سو ڈیڑھ سو آدمی کا ہجوم جمع تھا۔ وہ ملا جلا تھا۔ اس میں بلوائی بھی تھے۔ اور تماشائی بھی۔ مجھے تمیز نہ ہوسکتی تھی۔ کہ ان میں کتنے بلوائی تھے اور کتنے تماشائی۔ سوٹے والے آٹھ دس آدمی جو ہجوم میں تھے ان کو میں بلوائی سمجھتا تھا۔ باقی سب تماشائی تھے۔ میں ان کو سوٹوں کی وجہ سے بلوائی سمجھتا تھا۔ اس ہجوم میں احمدی اور غیر احمدی ملے جلے تھے۔ مسجد کی غربی دیوار اور گلی کے درمیان کی سفید زمین گلی کی سطح سے اونچی ہے۔ ہجوم اور عبد الرحمن مضروب اس سفید جگہ میں تھا:

(۲۸ مئی)

عبد الرحمن مضروب کا بیان

باقرار صالح بیان کیا۔ جماعت احمدیہ قادیان نے احمدیہ بازار اور اس سے نکلنے والے تمام راستے ہمارے لئے بند کر رکھے ہیں۔ یہ مجھے علم نہیں۔ کہ احمدیہ بازار مرزا صاحب کی ملکیت ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے احمدیہ بازار میں کوئی پکٹ نہیں لگائی ہوئی۔ یہ درست نہیں۔ کہ میں نے ۲/۱ کو فضل کریم۔ عبد الکریم وغیرہ کارکنان مباہلہ اور مالکان کارخانہ مشین سیویاں سے چار ماہ کی تنخواہ میں مبلغ چالیس روپیہ وصول کرکے کوئی رسید لکھ دی تھی۔ مجھے عبد الرحمن ہزاروی کہتے ہیں۔ مڈل کی جماعتیں میں نے کسی سکول میں نہیں پڑھیں۔ میں نے اپنے گاؤں کے سکول میں چوتھی پرائمری تک تعلیم پائی تھی۔ جنوری فروری ۱۹۳۳ء کے اخبار مباہلہ کے پرچہ کے شایع ہونے سے دس پندرہ روز پہلے مجھے ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر مقرر کیا گیا تھا۔ میں کسی سے ایڈیٹری کی تنخواہ نہیں لیتا۔ کیونکہ میں خود اخبار کا مالک ہوں۔ اخبار مباہلہ کے مالکانہ حقوق میں نے محمد زاہد ولد فضل کریم سے خرید کر لئے تھے۔ اس خرید کی تحریر ہوئی تھی۔ اور وہ تحریر میرے پاس موجود ہے۔ وہ تحریر سرکاری اشٹام پر نہیں۔ اور نہ ہی کسی لائسنسدار وثیقہ نویس نے اس کو تحریر کیا تھا۔ اخبار مباہلہ کی ڈاک اور روپیہ میں وصول نہیں کرتا۔ بلکہ عبد الکریم ولد فضل کریم مینجر اخبار مباہلہ وصول کیا کرتا تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے ڈاکخانہ میں کوئی اطلاع بحیثیت پرنٹر پبلشر یا ایڈیٹر اخبار مباہلہ بھیجی ہو۔ جنوری فروری ۱۹۳۳ء کا پرچہ اخبار مباہلہ مجھے یاد نہیں۔ کہ امرتسر کے کس کاتب سے لکھوایا تھا۔ مولوی عبد الاحد ملزم مباہلہ پارٹی کے ساتھ مذہبی مباحثات کیا کرتے ہیں۔

فیض اللہ کا بیان

وقوعہ کے روز مسجد ارائیاں میں نماز جمعہ قاضی عنایت اللہ نے پڑھائی تھی۔ خطبہ جمعہ بھی اسی نے پڑھا تھا۔ جب میں مسجد میں پہونچا۔ تو خطبہ ہو رہا تھا۔ نماز بعد میں ہوئی تھی۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ جمن کی کوئی دوکان قادیان میں ہے۔ جب میں مسجد ارائیاں میں نہانے گیا۔ اس وقت مسجد میں دس پندرہ آدمی موجود تھے۔ ان کا نام میں نہیں جانتا۔ نہا کر جانے کے نصف گھنٹہ بعد میں واپس مسجد میں گیا تھا۔ جب میں مسجد سے نہا کر گیا تھا۔ اس وقت نماز جمعہ کی پہلی اذان نہیں ہوئی تھی

جمن کا بیان

۳ مئی ۱۹۲۲ء کو مجھے ریلوے پولیس لاہور کے مقدمہ چوری میں چالان پر کوئی سزا بارہ بید کی نہ ہوئی تھی۔ اور نہ ہی ریلوے پولیس لاہور نے مجھ پر کوئی مقدمہ کیا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں قاضی علاء الدین صاحب کی عدالت سے مجھے چوری کے مقدمہ میں پندرہ بید کی سزا ہوئی تھی۔ ۱۹۲۶ء میں لالہ اقبال نرائن صاحب سب جج کی عدالت سے مجھے چھ ماہ کی سزائے قید بھی چوری کے جرم میں ہوئی تھی۔ میرے اصلی باپ کا نام نور محمد ہے۔ اور سوتیلے باپ کا نام محمد حسن ہے۔ نور محمد قوم کاراجپوت ساکن بلاسپور علاقہ یو۔ پی تھا۔ محمد حسن سوتیلا باپ۔ میرا حقیقی چچا ہے۔ قادیان میں میری کوئی دکان نہیں۔ میں بازار کے تھڑے پر بیٹھکر ٹین سازی کا کام کیا کرتا ہوں۔ میں کسی کو کوئی کرایہ ادا نہیں کرتا۔ اور نہ ہی میں سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کا لائسنسدار ہوں۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ میں مسجد ارائیاں میں پہلی اذان پر گیا تھا۔ یا کہ دوسری اذان پر۔ جب میں مسجد میں پہونچا۔ اس وقت ۳۰/۴۰ آدمی مسجد میں موجود تھے۔ خطبہ ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ فیض اللہ کو میں نے مسجد میں نہیں دیکھا تھا۔ میرے مسجد میں جانے کے پندرہ بیس منٹ کے بعد نماز شروع ہوگئی تھی۔

فہرست گواہان صفائی کے لئے تاریخ ۲ر جون اور صفائی کے لئے ۲۶ر جون مقرر ہوئی۔ ملزمان نے عدالت کے استفسار پر کہا۔ ہم اپنا بیان تحریری داخل کرینگے۔ اور صفائی طلب کرائینگے۔

جماعت احمدیہ مسلمان اخبارات کی حفاظت کیلئے تیار ہے

پنجاب کانگریس کمیٹی نے اخبارات بند کر دینے کا جو نوٹس دیا تھا۔ اور بند نہ کرنے کی صورت میں پکٹنگ لگانے کی دھمکی دی تھی۔ یہ ایسا تشدد تھا۔ جسے قطعاً برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا۔ علاوہ ازیں اس سے چونکہ کانگریس کی یہ غرض تھی۔ کہ وہ مسلمان اخبار جو مسلمانوں کو کانگریس کے جال میں پھنسنے سے بچا رہے اور موجودہ تحریک میں شامل ہونے کے خطرات سے آگاہ کر رہے ہیں۔ ان کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی مفاد کو سخت نقصان پہنچایا جائے۔ اس لئے ہم نے ضروری سمجھا۔ کہ اس موقعہ پر مسلمان اخبارات کی امداد کی جائے اور کانگریس کے تشدد سے بچانیکے لئے اپنی خدمات پیش کی جائیں۔ چنانچہ معاصر انقلاب اور سیاست کو ناظر صاحب امور خارجہ کی طرف سے حسب ذیل تار دیا گیا۔

"جماعت احمدیہ کو یہ سنکر افسوس ہوا۔ کہ کانگریس کے رضاکار آپ کے دفتر پر پہرا بٹھانیکی دھمکی دے رہے ہیں۔ چونکہ یہ امر پابند قانون شہریوں کا مقصد مشترک ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ قادیان حسب ضرورت اپنے آدمیوں کو لاہور بھیجنے کیلئے بالکل تیار ہے۔ تاکہ وہ کانگریس کے جارحانہ اقدام کے مقابلے میں "انقلاب" کی حفاظت کریں"

یہ تار انقلاب نے اپنے ۲۹ر مئی کے پرچہ میں نمایاں طور پر شایع کرتے ہوئے لکھا۔

"ہم جماعت احمدیہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ انکی طرح ہر مسلمان اپنے اس خادم جریدے کی حفاظت کیلئے کمربستہ ہے جب تک ملت اسلامیہ "انقلاب" کی پشت و پناہ ہے۔ "انقلاب" کو کفر کی

ہر طاقتیں کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتیں۔ سیاست کی طرف سے اس تار کے جواب میں حسب ذیل چٹھی موصول ہوئی۔ جناب من! میں دلی شکریہ کے ساتھ آپکے مکتوب نمبر ۵۹ ... مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۳۳ء اور تار ... آپکے اس مکتوب میں جو امداد دی ہے۔ رسید پیش کرتا ہوں۔ اور آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر آپ نے ...

بٹالہ کے ملزموں کا مقدمہ

(۳۰- مئی)

مقدمہ ملزمان بٹالہ متعلقہ شیخ عبدالرشید صاحب بٹالوی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بعدالت لالہ چاند نرائن صاحب ۳۰- مئی بمقام گورداسپور پیش ہوا- جیلا اور مہتا دو ملزم مفرور تھے- آج حاضر عدالت ہوئے- اور ضمانت پیش کی-

بیان گواہ کنسٹیبل نمبر ۲۰ متعینہ بٹالہ شہر

میں بٹالہ شہر میں خاص ڈیوٹی پر مقرر ہوں- شباب المسلمین کا اشتہار مشمولہ مسل میں نے چکری بازار بٹالہ کی دیوار سے اتارا تھا- میں نے یہ اشتہار تھانہ دار کو دے دیا تھا- دوسرا اشتہار میں نے مہر شاہ ملزم سے لیا تھا- پہلے اشتہار کے دیوار سے اتارنے کے دوسرے روز ملا تھا- یہ اشتہار بھی میں نے تھانہ دار کے حوالے کر دیا تھا-

بجواب جرح

میں سال ڈیڑھ سال سے خاص ڈیوٹی پر مقرر ہوں- جو اشتہار ہمارے کام کا ہو- یعنی جسے ہم اپنے مطلب کا سمجھتے ہیں- وہ اشتہار یا پوسٹر اتار لیا کرتے ہیں- یا حاصل کر لیا کرتے ہیں- میں پڑھا ہوا نہیں ہوں- تھانہ دار صاحب نے مجھ سے واقعہ کے ایک روز بعد کہا تھا- کہ حاجیوں نے جو ریزولیوشن پاس کئے ہیں ان کے متعلق کوئی اشتہار ہوں- تو حاصل کرو- ریزولیوشن کے مضمون کا مجھے پتہ نہ دیا تھا- اللہ رکھا میرا رشتہ دار نہیں ہے میں نہیں جانتا- کہ وہ احمدی ہے ؛

بیان گواہ منظور الحق کانسٹبل

میرا نام منظور الحق ہیڈ کنسٹبل متعینہ تھانہ شہر بٹالہ کا ہوں میں ۱۴/۳ سے بٹالہ شہر میں متعین ہوں- اس سے پیشتر میں بٹالہ میں کبھی نہیں رہا- مجھے کوئی ذاتی علم نہیں کہ بٹالہ کے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے تعلقات کشیدہ ہیں ؛

بجواب جرح

میری رہائش بٹالہ شہر میں ہوتی ہے- میں ٹھٹھیاری دروازہ میں رہا کرتا تھا- ملازم صدر بٹالہ میں تھا- مجھے علم نہیں کہ حاجی عبدالرحمٰن وغیرہ کے مکان کہاں ہیں- کیونکہ میں صبح کو ڈیوٹی پر چلا جاتا- اور رات کو واپس آیا کرتا تھا- عرصہ تین سال ہوا ہے- کہ میں چھ سات ماہ اس محلہ میں رہا تھا میں عبدالرشید کو نہیں جانتا تھا- اور نہ ہی میں عبدالغنی- عبدالرحمٰن حاجیان کا واقف تھا ؛

بیان گواہ لالہ مول راج ہیڈ کنسٹبل

میرا نام مول راج نمبر ۵۴۳ ہے- میں بٹالہ شہر میں متعین ہوں ۱۴/۳ کو میں نے پریڈ شناخت تھانہ شہر بٹالہ میں کرائی تھی عطا محمد- اصغر علی- ابراہیم- یمین- سلطان- ان پانچ آدمیوں کی شناخت کے لئے ان کے ساتھ پندرہ اور آدمی شامل کئے گئے تھے- گواہان عبدالرشید- عبدالقیوم- اختر حسین- محمود احمد- عبدالمجید نے شناخت کی تھی- گواہوں کو تھانہ کے باہر پرانی میونسپل چوکی کے پاس بٹھایا گیا تھا- گواہوں کو جدا جدا بلا کر شناخت کرائی گئی تھی- چاروں گواہوں نے ان ملزمان کو شناخت کر لیا تھا- اور اس پر میں نے فرد شناخت بنائی تھی ؛

پھر ۱۸/۳ کو بھی پریڈ شناخت کرائی تھی- یہ پریڈ بھی تھانہ میں کرائی گئی تھی- اس پریڈ میں بھیجا ملزم کی شناخت کرائی تھی- اس ملزم کو بھی چاروں گواہان نے جن کا اوپر ذکر آیا- شناخت کیا تھا- اس شناخت میں بھی گواہان کو چنگی خانہ کے پاس بٹھایا گیا تھا- گواہان کو ایک ایک کر کے بلوایا گیا تھا- گواہان نے بھیجا ملزم کو شناخت کیا- اور میں نے فرد شناخت تیار کی- اس ملزم کو ۵- غیر آدمیوں میں ملایا گیا تھا-

بجواب جرح وکیل ملزمان

ملزمان عطا محمد- اصغر علی- ابراہیم- یمین اور سلطان ۱۲/۳ کو گرفتار کئے گئے تھے- میں تفتیش کا حوالدار ہوں- میں ۱۲/۳ کو تھانہ میں تھا- یہ نہیں کہہ سکتا- کہ تمام دن رہا تھا- یا کہ نہیں- وقت بھی نہیں بتا سکتا کہ میں کس وقت سے کس وقت تک تھانہ میں تھا- یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ میں کس وقت سے کس وقت تک تھانہ سے غیر حاضر تھا- میں نہیں کہہ سکتا- کہ ملزمان کے گرفتار ہو کر آنے کے وقت میں تھانہ میں تھا- کہ نہیں- ۱۳/۳ کو بیساکھی کا میلہ تھا- میں نہیں کہہ سکتا- کہ تھانہ دار چودہری خورشید احمد اور مہتہ راجکمار اور چند کنسٹبل ملزمان کو پکڑ کر لائے تھے- مجھے یہ بھی معلوم نہیں- کہ ان کی گرفتاری کے وقت تھانہ کے باہر کوئی انقلاب کے نعرے لگے تھے- اور لوگ تھانہ بٹالہ کے باہر جمع ہو گئے تھے- اور شور مچاتے تھے- مجھے معلوم نہیں- کہ ۱۳/۳ کو عبدالرشید- عبدالمجید اور عبدالقیوم اس روز تھانہ میں آئے تھے- ان ملزمان کو بٹالہ شہر کے تھانہ کی حوالات میں رکھا گیا تھا- حوالات کے کمرے دروازہ کے دائیں بائیں واقعہ ہیں- تھانہ کے اندر داخل ہونے والا آدمی حوالات کے اندر کے ملزمان کو دیکھ سکتا ہے-

۱۴/۳ کی صبح کو تھانہ دار خورشید احمد تھانہ میں موجود تھے- مگر مہتہ راجکمار کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا- کہ کہاں تھے- وہ تھانہ میں لگائے گئے تھے- اس مقدمہ کی تفتیش چودہری خورشید احمد خود کرتے رہے ہیں- چودہری صاحب نے مجھے ۱۳/۳ کی شام کو حکم دیا تھا- کہ پریڈ شناخت کرائی جائے- وقت مجھے ٹھیک یاد نہیں- مگر میں نے پریڈ شناخت ۱۴/۳ کو کرائی تھی- اس امر کی کوئی یادداشت روزنامچہ میں نہیں درج کی گئی تھی- ۱۴/۳ کو گیارہ بجے ان کی پریڈ شناخت کرائی تھی- بٹالہ میں تین مجسٹریٹ کچہری کرتے ہیں- کسی مجسٹریٹ کے پاس پریڈ شناخت کی نگرانی کے لئے درخواست نہ کی گئی تھی- چونکہ میں پہلے مقدمات میں ایسا ہی کیا کرتا تھا- اس وجہ سے میں نے اس بارہ میں بھی ضروری نہ سمجھا- کہ کسی مجسٹریٹ کی خدمت میں نگرانی کے لئے لکھا جائے- چودہری خورشید احمد نے مجھے اس بارہ میں کوئی ہدایت نہ دی تھی- اور نہ ہی میں نے ان سے پوچھا تھا- ۱۸/۳ کی شناخت کے متعلق بھی میرا یہی جواب ہے- ۱۴/۳ کو پریڈ شناخت کے وقت تھانہ دار خورشید احمد اور مہتہ راجکمار تھانہ میں موجود نہ تھے- مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئے تھے- گیارہ بجے کا وقت اس وجہ سے ہو گیا تھا کہ پہلے مدعیان کو بلوایا گیا- پھر ان آدمیوں کو جمع کرنے میں دیر لگی جن میں ملزمان ملائے گئے تھے- ۱۴/۳ کی پریڈ شناخت اور ۱۸/۳ کی پریڈ شناخت کے متعلق میں نے ڈائری لکھی تھی- دیگر لوگوں کی میں نے کوئی فہرست تیار نہ کی تھی- جو ملزمان کے ساتھ ملائے گئے تھے- اور نہ ہی ڈائری میں کوئی نوٹ کیا گیا تھا- کہ کون کون لوگ ملائے گئے تھے- پریڈ شناخت کے وقت عبداللہ- ولی محمد- احمد بخش نمبرداران موجود تھے ۱۴/۳ کو- گواہان کی شناخت کے متعلق میں نے جدا جدا کوئی نوٹ ڈائری میں نہ کیا تھا- اور نہ ہی فرد شناخت جدا جدا بنائی تھی- پہلے گواہ کی شناخت کے بعد میں نے ملزمان سے کہہ دیا تھا- کہ تم لوگ جگہ بدل لو- اسی طرح چاروں گواہان کے آنے پر کیا گیا- ۱۸/۳ کو بھی اسی طرح کیا گیا تھا ۱۸/۳ کو تینوں نمبردار اور محمد شریف زرگر اور ایک پیادہ دیوانی بھی موجود تھے- یہ پیادہ ایک فوجی پنشنر ہے- محمد شریف شہر کا سُنار ہے- زیادہ میں نہیں جانتا علی احمد خان ۱۴/۳ کو حاضر نہ تھا- اور نہ ہی اس کے دستخط ۱۴/۳ کی فرد پر ہیں- اس کے دستخط ۱۸/۳ کو کرائے تھے- علی احمد خان کے متعلق مجھے علم نہیں- کہ اس وقت ملازم تھا کہ نہیں- فوجی پنشنر ہے- معزز آدمی سمجھ کر اسے بلوایا گیا تھا- محمد شریف کو بھی معزز سمجھ کر بلوایا گیا تھا- بٹالہ کے معززین کی کوئی فہرست تھانہ میں موجود نہیں- لیکن ہم زبانی جانتے ہیں- کہ کون کون معزز ہیں- محمد شریف اور علی احمد خان کے والدین کے نام نہیں جانتا- بٹالہ میونسپل کمیٹی کے ۱۶- ممبران ہیں- وہ معزز ہیں- ولی محمد میونسپل کمشنر اور نمبردار کے سوا اور کسی میونسپل کمشنر کو نہیں بلوایا گیا تھا- محمد شریف کہتے ہیں کہ زرگر ہے- مگر میں نہیں جانتا- کہ وہ کیا کام کرتا ہے- شہر بٹالہ کے بڑے بازار میں اس کی دوکان بتائی جاتی ہے- مجھے یاد نہیں- کہ کونسا سپاہی ان دونوں معززین کو بلا کر لایا تھا- شناخت پریڈ ۱۴/۳ کو نصف گھنٹہ میں ختم ہو گئی تھی- گیارہ بجے ختم ہو گئی تھی- آدھ گھنٹہ پہلے شروع کی تھی- ۱۸/۳ کو آٹھ بجے ختم ہو چکی تھی- شروع بھی اسی کے قریب کی گئی تھی- میں نے اس مقدمہ کی تفتیش میں اور کوئی کام نہیں کیا تھا ؛

میں بٹالہ تھانہ میں ایک سال سے ہوں۔ زبانی مجھے کوئی مثال یاد نہیں جس میں میں نے پریڈ شناخت کرائی ہو۔ اور اس میں کسی مجسٹریٹ کی نگرانی کی ضرورت یا اجازت کی ضرورت نہ سمجھی ہو۔ ۱۴ ½ بجے کو صبح سات آٹھ بجے میں نے پریڈ شناخت کی تیاری شروع کر دی تھی میں نے کنسٹیبل کو بھیجکر گواہان استغاثہ کو بلوایا تھا۔ اس کا نوٹ میں نے ضمنی میں کیا تھا۔ اور ڈائری میں کوئی نوٹ نہ کیا تھا۔ اور اسی طرح معززین کو بلوانے کے لئے جو آدمی بھیجا تھا۔ اس کا بھی میں نے نوٹ ڈائری میں نہ کیا تھا۔ اس کنسٹیبل سے میں نے یہ کہا تھا۔ کہ کوئی معتبر آدمی لے آؤ۔ نام کسی کا نہیں بتایا تھا۔

مجھے معلوم نہیں۔ کہ محمد شریف زرگر وہی آدمی ہے۔ جس کے خلاف پھمن نے کوئی مقدمہ بنایا تھا۔

میں ملزمان کی گرفتاری کے وقت موجود نہ تھا۔ یعنی فرد شناخت ۱۴ ½ بجے میں جن ملزمان کے نام درج ہیں۔ عطاء محمد وغیرہ

بیان گواہ چودہری خورشید احمد تھانہ دار شہر بٹالہ

میرا نام چودہری خورشید احمد سب انسپکٹر تھانہ شہر بٹالہ ہے۔ رپورٹ ابتدائی اگزبٹ P.A ۹ ½ بجے کو محمود احمد نامی شخص کے ہاتھ تھانہ میں مجھے وصول ہوئی تھی۔ یہ رپورٹ مجھے ۹ ½ بجے رات کے ملی تھی۔ میں نے اس رقعہ کی بناء پر کارروائی تفتیش شروع کی۔ اس رپورٹ کے آنے پر میں فوراً موقعہ پر گیا۔ میں نے موقعہ کا ملاحظہ کیا۔ عبد الرشید کے مکان پر گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ چارپائی اور دو کرسیاں ٹوٹی پڑی ہیں۔ اور ۲۔۳ روڑے نال پڑے تھے۔ سامنے کی دیوار پر روڑوں کے لگنے کے نشان دیکھے تھے۔ اور دری پر میں نے پاؤں کے نشانات دیکھے۔ کچھ شیشوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے تھے۔ یہ چیزیں بیٹھک کے فرش پر میں نے معائنہ کیں۔ جہاں پڑی تھیں۔ کچھ ٹوٹے ہوئے شیشے روشندانوں میں ابھی تک موجود تھے۔ میں نے بازار میں یہ بھی دیکھا تھا۔ کہ ایک کھولا (ویرانہ) سے موقعہ تک کچھ روڑے بکھرے ہوئے تھے۔ جو مکان عبد الرشید سے دس بارہ کرم کے فاصلہ پر تھا۔ میں نے ان تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک فرد تیار کی۔ یہ پلنگ اور دو ٹوٹی ہوئی کرسیاں اور روڑے اور شیشے کے ٹکڑے وہی ہیں۔ جو میں نے عبد الرشید کی بیٹھک سے قبضہ میں لئے تھے۔ ان چیزوں کے سوا بیٹھک میں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ میں نے گواہاں کے بیانات قلم بند کئے۔ جو اس وقت مجھے مل سکے۔ عبد الرشید۔ عبد القیوم۔ حافظ عبد المجید۔ محمود احمد اپنے آپ کو مضروب بتاتے تھے۔ وہ بتاتے تھے۔ روڑوں سے چوٹیں آئی ہیں۔ میں نے ان کا معائنہ کیا۔ تو میں نے عبد الرشید۔ عبد القیوم اور محمود احمد کو نمایاں نشان ضربات دیکھیں۔ اور حافظ عبد المجید کے جسم پر نمایاں ضرب نہ تھی درد کی شکایت کرتا تھا۔ میں نے فرد ضربات تیار کی۔ اور ان کو دوسرے روز صبح ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیجا۔ یہ پوسٹ میرے پاس مہر دین کنسٹیبل اپنے فرائض کی ادائیگی میں لایا تھا۔ ملزمان کی پریڈ شناخت سولراج ہیڈ کنسٹیبل نے میرے حکم کے ماتحت کرائی تھی۔ گرفتاری کے دوسرے دن۔ پریڈ شناخت دو مرتبہ مختلف دنوں میں ہوئی تھی۔ میں نے نقشہ موقعہ اگزبٹ P/L تیار کیا تھا۔

(بجواب جرح)

میں یکم نومبر ۲۹ء سے بٹالہ شہر میں تعینات ہوں۔ میں ضلع منٹگمری سے تبدیل ہو کر آیا تھا۔ میں کوٹلی نوناں کا باشندہ ہوں۔ ضلع سیالکوٹ ہے۔ ۹ ½ سے اب تک میں نے تقریباً چار پانچ ابتدائی رپورٹیں رقعات کی بناء پر مرتب کی ہونگی۔ ایک اس مقدمہ پر۔ دو رقعات وکیل صاحبان کی طرف سے تھے جن میں چوری کی رپورٹ تھی۔ ان وکلاء کے نام یاد نہیں۔ رپورٹ نمبر ۱۴ ایک ارائیں کے رقعہ پر مرتب کی تھی۔ ولایت حسین پان فروش نے ایک دفعہ کانگریس کے والنٹیروں کے خلاف ایک شکایت کی تھی۔ اس پر بھی ایک رپورٹ ابتدائی مرتب ہوئی تھی۔ ایک رپورٹ ابتدائی میاں غلام محی الدین کے مقدمہ میں بھی رقعہ کی بناء پر مرتب کی تھی۔ یہ دونوں رپورٹیں میری تھانہ سے غیر حاضری میں میرے اسسٹنٹ نے مرتب کی تھیں۔ دینا اور قادی کے بیانات میں نے ۱۲ ½ بجے کو قلم بند کئے تھے۔ عطا محمد ملزم ۱۲ ½ بجے کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اسے میں نے خود گرفتار کیا تھا۔ میں نے اسے بٹالہ کے ایک بازار سے گرفتار کیا تھا جس کا نام مجھے معلوم نہیں دو ڈیڑھ بجے (بوقت ظہر) کے قریب گرفتار کیا تھا۔ اس وقت میرے ساتھ دو تین کنسٹیبل تھے۔ جا گرفتاری سے ایک سو کرم کے فاصلہ پر سے میں نے اسے اپنے دو آدمیوں کے ساتھ گول سڑک کی طرف بھیجدیا تھا۔ دروازہ کا نام مجھے یاد نہیں۔ جس دروازہ سے اس کو باہر بھیجا تھا۔ میں کوئی تخمینہ فاصلہ نہیں بتا سکتا۔ کہ اس دروازہ سے عبد الرشید کا مکان کتنی دور ہے۔ اس دروازہ سے عبد الرشید کا گھر میرے خیال میں جانب شمال ہوگا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ عبد الرشید کا مکان اس دروازہ سے ایک کرم کے فاصلہ پر ہے۔ یا سو کرم کے فاصلہ پر۔ مگر وہ سو کرم سے بھی زیادہ ہوگا۔ گرفتاری کے موقعہ سے عبد الرشید کا مکان ۴۰ کرم کے فاصلہ پر ہوگا۔ جس بازار سے عطاء محمد کو گرفتار کیا تھا۔ اس کے ساتھ کے بازار کا نام مجھے یاد نہیں۔ مگر اس بازار کے خاتمہ پر جو دروازہ ہے۔ اس کا نام وڈا دروازہ ہے میں نے شیخ غلام اکبر کے مکان سے ایک سو کرم کے فاصلہ پر عطاء محمد کو گرفتار کیا تھا۔ غلام اکبر کا مکان بڑے دروازہ کو جانے والے بازار میں ہے۔ یہ سو کرم مخالف جانب کا فاصلہ ہے عطاء محمد ۱۲ ½ بجے و ۱۳ ½ بجے کو تھانہ شہر کی حوالات میں تھا۔ سلطان کو بھی ۱۲ ½ بجے کو گرفتار کیا تھا۔ سلطان میاں محلہ میں گرفتار ہوا تھا اور اسے بھی اچلی دروازہ کے باہر گول سڑک پر بھیجدیا تھا۔ تاکہ عام مجمع ساتھ شامل نہ ہو۔ ابراہیم۔ اصغر علی اور پھمن کو بھی ۲ ½ بجے کو گرفتار کیا تھا۔ اصغر علی کی گرفتاری میں نے نہیں کی تھی۔ بلکہ مہتہ راجکمار نے کی تھی۔ پھمن کو میں نے تیلی دروازہ میں گرفتار کیا تھا۔ ابراہیم کو بیرونی منڈی بٹالہ سے میں نے گرفتار کیا تانگہ میں بٹھا کر تھانہ میں لے آیا تھا۔ پھجا کو ۱۶ ½ بجے کو شام کے وقت بڑے بازار سے گرفتار کیا تھا۔ گرفتاری سے لیکر جیل خانہ میں بھیجے جانے تک ملزمان بٹالہ شہر کی حوالات میں رہے تھے۔ میں نے کوئی درخواست کسی مجسٹریٹ بٹالہ کو پریڈ شناخت کی نگرانی کے لئے نہ دی تھی۔ مطلب ۱۲ ½ بجے اور ۱۳ ½ بجے دو دن ہے۔ ریمانڈ ان ملزمان کا ۱۳ ½ بجے کو تھانہ بٹالہ شہر میں آکر تحصیلدار صاحب نے دیا۔ ابراہیم۔ سلطان۔ پھمن اور اصغر علی ان چاروں کا ریمانڈ ۲ ½ بجے کو بعد دوپہر میری عدم موجودگی میں لیا گیا تھا۔ تحصیلدار صاحب تھانہ میں آئے تھے۔ اور انہوں نے ریمانڈ منظور کیا۔

سوال وکیل ملزمان۔ کیا یہ بات تمہاری ڈائری میں لکھی ہے۔ کہ تحصیلدار صاحب آئے۔ اور انہوں نے ریمانڈ منظور کیا

جواب۔ میں اس سوال کا جواب دینے کو تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ وہ ڈائری خفیہ ہوتی ہے۔ نہ ہی میں یہ بتانے کو تیار ہوں۔ کہ تحصیلدار تھانہ میں آئے۔ اور منظوری ریمانڈ کی دی۔ میں نے تحصیلدار صاحب کو کوئی پیغام زبانی یا تحریری نہ بھیجا تھا۔ کہ وہ تھانہ میں آکر ریمانڈ منظور کریں۔ میں نے نامکمل چالان تیار کر کے اپنے ماتحت کو حکم دیا کہ وہ ریمانڈ تھانہ میں ہی منظور کرائیں۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میرے کسی ماتحت نے تحصیلدار صاحب کو رقعہ لکھا ہوا۔ کہ وہ تھانہ میں آکر ریمانڈ منظور کریں۔ یہ قاعدہ ہے۔ کہ پریڈ شناخت معززین کی موجودگی میں کرائی جاتی ہے۔ اور مجسٹریٹ کے سامنے اس کا کرانا ضروری نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے میں نے معززین کے سامنے پریڈ شناخت کرائی۔ اور مجسٹریٹ کے سامنے نہ کرائی۔ میں گیارہ سال سے تھانہ دار ہوں۔ اس گیارہ سال میں میں نے سینکڑوں مرتبہ مجسٹریٹ کی موجودگی کے بغیر معززین کی موجودگی میں پریڈ شناخت کرائی ہے۔ ٹھیک تعداد مجھے یاد نہیں۔

آئندہ تاریخ مقدمہ ۴ جون مقرر ہوئی۔

دائی کی تعلیم کیلئے عورتوں کی ضرورت

چار احمدی مستورات کی جن کی عمر ۲۲ سے ۳۰ تک ہو۔ اور کم از کم پرائمری پاس ہوں۔ ضرورت ہے۔ پندرہ روپیہ ماہوار وظیفہ ملیگا۔ اور دو سال نرس دائی کا کام لودہانہ سیکھنا ہوگا۔ اسکے بعد پاس ہونے پر ۱۰۰ ماہوار تنخواہ ملیگی۔ اور تین سال اس ضلع میں جہاں سے

ضرورت ہے

امور خانہ داری سے واقف قرآن شریف پڑھی دو نوجوان لڑکیوں کے واسطے جن کی عمر ۱۳ اور ۱۶ سال ہے ایسے رشتوں کی جو ذات کے قانونگوئے شیخ مبائع احمدی ہوں۔ برسر روزگار تعلیمیافتہ اور کنوارے رشتوں کو ترجیح دی جائیگی۔ بڑی لڑکی اردو خوان بھی ہے خط و کتابت بنام شیخ غلام حمید کلرک دیہہ قصبہ راجہ جنگ تحصیل قصور ضلع لاہور کریں

ڈاکٹر

محمد عبدالرحمن صاحب آئی ایم۔ ڈی تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے کنگ آف ٹانکس کے اجزا کو دیکھا ہے جو کہ قیمتی اور بہترین ادویہ کا بنایا ہوا گولیوں کی صورت میں مفید مرکب ہے۔ کنگ آف ٹانکس اعصابی کمزوری کے مریضوں کو استعمال کرانے سے مفید پایا۔ قیمت ۶۰ گولی عہ ۳۰ گولی للعہ روپے معہ محصولڈاک۔ تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان۔

رسالہ ورزش جسمانی کا ہر گھر میں پہنچنا ضروری ہے

اس کے مطالعہ سے سینما، تھیٹر، ناچ، گانوں و دیگر مخرب اخلاق مشاغل کی شرکت۔ چرس، بیڑی، سگریٹ و دیگر منشیات وغیرہ کے استعمال کے نقصانات۔ تندرستی و بیماری دونوں حالتوں میں ورزش جسمانی کی اہمیت و طریق وغیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ دیگر معلومات بھی نہایت مفید اور کار آمد ہیں۔ چندہ سالانہ ع۳ طلباء سے ... فی کاپی ۳ر معاونین سے عہ۔ مینیجر رسالہ ورزش جسمانی ٹاؤن گوڑہ حیدرآباد دکن۔

تپ دق و ذیابیطس کا سنیاسی علاج،

تپ دق۔ یہ مہلک اور تباہ کن مرض جس گھر میں اپنا قدم جماتا ہے۔ نہ صرف مریض ہی کو ہلاکت تک پہنچاتا ہے۔ بلکہ اس گھرانے کے باقیماندہ اراکین بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم نے بڑی لمبی تجربہ کی عمر کے بعد اس کا مجرب تیر بہدف بینظیر نسخہ نکالا ہے۔ جو دم مسیحائی رکھتا ہے۔ یعنی تین روز دوائی استعمال کرنے کے بعد کھانسی کو آرام ہو جاتا ہے ایک ہفتہ تک بخار سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت پانچ روپیہ (للعہ)

ذیابیطس۔ پیشاب بار بار بکثرت آنا اور پیاس بہت لگنا۔ جسم کا تمام جوہر کا خارج ہو جانا مریض کو چند ہی دنوں میں زندگی سے مایوس کر دیتی ہے۔ ہماری دعا ہے صدہا مریضوں پر [illegible]۔ ایک ہفتہ میں صحت ہو جاتی ہے۔

قیمت عہ ملنے کا پتہ۔ فاروقی سنیاسی احمدی ... سیالکوٹ پنجاب۔

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپکی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ (ع۱؍)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ: عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان۔ (پنجاب)

انعامی ادویہ

عطر اور تیل

(انعام) ہم اپنے گاہکوں کو ہر ماہ قرعہ کے ذریعہ سے پانچ تین اور دو روپے کی جو چیزیں وہ پسند کریں۔ انعام کے طور پر دیتے ہیں۔ آپ فوراً آرڈر بھیجدیں۔ شاید اس ماہ کا انعام آپکو ہی مل جائے

کنارسی رونس۔ نہایت بیش قیمت کشتہ اور ادویہ سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ اور کھانا ہضم کرتی ہے تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بے نظیر علاج ہے۔ کمزوری، سستی، سرعت، جریان کی تیر بہدف دوا ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل کا نہ ٹھہرنا یا اسقاط ہو جانا۔ بچہ کا کمزور پیدا ہونا۔ سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی، خفقان، وہم، کام سے نفرت۔ ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانا نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے۔ کھانسی کو دور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ قیمت باوجود سب خوبیوں کے دو روپے فی شیشی ہے۔ معہ محصولڈاک۔ تین شیشی ۵؎ اور چھ شیشی ۹؎۔

سرمہ نورانی:۔ آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے، بصارت کی کمزوری، آنکھوں کی سرخی۔ دھند، جالا، شب کوری، ناخنہ، زخم، پانی کا بہنا، سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت دو روپے فی تولہ۔

دلکشا سنون۔ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی کو آجکل کی تحقیقات میں نصف بیماریوں کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ہے بھی درست۔ تبھی تو مذہب نے بھی مسواک پر اس قدر زور دیا۔ دلکشا سنون دانتوں کی صفائی، مسوڑوں کی مضبوطی۔ خون کو روکنے، منہ کی بدبو کا ازالہ اور دانتوں کے ہلنے اور انکے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍

دلکشا کریم۔ چہرہ اور ہاتھوں کو نرم رکھنے، رنگ کو نکھارنے۔ جلد کے پھٹنے۔ داغوں۔ دانوں، بلوں اور پھنسیوں کا یونانی علاج ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍

دلکشا ہیر آئل:۔ بالوں کی صحت کا خیال نہ صرف بالوں کو خوبصورت، ملائم اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کے لئے مفید ہے۔ پس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تیل سائنٹیفک اصول کے ماتحت بادام روغن زیتون اور دوسرے تیلوں کو ملا کر قیمتی ادویہ سے تیار کیا گیا ہے۔ اور خوشبو کے لحاظ سے بھی بہت عمدہ ہے۔ قیمت ۱۲؍ فی شیشی۔ تین شیشی کے خریدار سے بجائے ساڑھے سات روپے کے سات روپے وصول کئے جائینگے

دلکشا عطر۔ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطر نئی طرز پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھول کے مشابہ ہو۔ ۱۲؍ سے لیکر آٹھ روپے تولہ تک ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر دیکر خود ہی ہمارے عطروں کی خوبی کا تجربہ کر لیں۔ فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر ارسال کی جائے گی۔

نوٹ:۔ جو احمدی ڈاکٹر سند یافتہ ہونگے۔ انکو دوائیوں کے نمونے مفت بھیجے جائینگے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان۔ پنجاب۔

ہندوستان کی خبریں

——— لاہور۔ ۳۰ مئی "ہندو ہیرالڈ" کو معلوم ہوا ہے۔ کہ پنجاب سنتیہ گرہ کمیٹی کو اس کے مکتوب کے جواب میں "ینگ انڈیا" نے لکھا ہے۔ کہ الہ آباد کے فتویٰ کی جس میں تمام ہندوستان کے اخباروں کو پریس آرڈیننس کے خلاف احتجاج کے طور پر بند ہو جانے کے لئے کہا گیا ہے تعمیل نہیں کریگا۔

——— لکھنؤ۔ ۲۸ مئی۔ کمشنر لکھنؤ نے ایک بیان شایع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ امین آباد کی چوکی پر کوتوالی کے سامنے ہجوم جمع ہو گیا۔ اور پولیس کو گالیاں دیں۔ آدھی رات کے وقت فوجی امداد طلب کرنی پڑی جو ساڑھے سات بجے کے قریب واپس بھیج دی گئی۔ اس کے جانے کے نصف گھنٹے بعد غضب آلود ہجوم نے امین آباد کی چوکی پر حملہ کر دیا۔ اور پتھر اور اینٹیں برسانی شروع کیں۔ چوکی کو جلانے کی کوشش بھی کی گئی۔ بہت سی دکانیں لوٹ لی گئیں۔ پولیس حفاظت خود اختیاری کے لئے گولی چلانے پر مجبور ہو گئی بستاون فائر کئے گئے۔ چار اشخاص ہلاک اور تیس مجروح ہوئے۔ بارہ یا چودہ آدمی ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ کرفیو آرڈر اور دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

——— رنگون۔ ۲۸ مئی۔ تازہ فساد کے متعلق حکومت نے اعلان کیا ہے۔ کہ جہازوں کے مزدوروں کی ہڑتال کے سلسلہ میں برمی اور اندہرا کے مزدوروں میں تصادم ہو گیا۔ برمی لوگ موٹروں اور لاریاں لے کر حملہ آور ہوئے۔ لیکن پولیس نے حلقہ باندھ کر انہیں روک دیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ برمیوں نے بہت سے اندہرا والوں کو ان کے گھروں میں جا کر قتل اور مجروح کیا۔

——— جالندھر۔ ۲۸ مئی۔ رائے زادہ ہنسراج سے ایک سال کے لئے ضمانت طلب کی گئی۔ لیکن ان کے انکار کرنے پر انہیں ایک سال محبس کی سزا دی گئی۔

——— بیکانیر۔ ۲۷ مئی۔ اودھے پور کے مہارانا فتح سنگھ جی کی موت کی خبر موصول ہوئی ہے۔ بیکانیر کے تمام دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ اور ماتم منایا گیا۔

——— او ی۔ ۲۷ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر غیر سرکاری مدارس اور انجمنیں موجودہ سیاسی تحریک میں حصہ لیں۔ تو ان کو مالی امداد دینا بند کر دیا جائے۔

——— سیالکوٹ۔ ۲۷ مئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ [illegible] نوجوان بھارت سبھا کا ایک رکن کل شب بم بنا رہا تھا۔ جو پھٹ گیا۔ اسے ہسپتال پہونچایا گیا جہاں وہ آج صبح مر گیا ؛

——— مدراس۔ ۲۸ مئی۔ مدورا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ایک بم مقامی میونسپل ریونیو آفس کے اندر پھٹا۔ چند کرسیاں اور میزیں بُری طرح ٹوٹ گئیں۔ تانبے کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھر گئے۔

——— لدھیانہ۔ ۲۹ مئی۔ احمد گڑھ ٹرین کی ڈکیتی کے ملزم شیر جنگ کے مقدمے کی سماعت ختم ہو گئی۔ فیصلہ ۹ جون کو سنایا جائیگا ؛

——— جالندھر۔ ۲۹ مئی۔ ایک سکھ عورت امر کور نے ضمانت پر رہائی کے بعد ناہن میں ایک تقریر کی۔ جس کے بعد اسے گرفتار کر کے جوڈیشل حوالات میں بھیج دیا گیا ؛

——— راولپنڈی۔ ۲۸ مئی۔ مسٹر پٹیل کی فسادات پشاور کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی نے آج بعد دوپہر نمبر ۲۰۰ میور روڈ میں اجلاس شروع کیا۔ کمیٹی کا اجلاس پشاور میں منعقد کرنے کی تجویز کی گئی تھی۔ لیکن حکومت صوبہ سرحد نے اجازت نہیں دی پانچ شہادتیں قلمبند کی گئیں ؛

——— ڈھاکہ۔ ۲۸ مئی۔ صورت حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ متعدد گورکھے شہر میں گشت کر رہے ہیں۔ قتل و غارت کی اطلاعات برابر موصول ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ دہشت اور ہراس پھیلا ہوا ہے۔ اور لوگ ہر روز عورتوں اور بچوں کے ہمراہ شہر کو چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں۔ بازاروں میں بالکل سناٹا ہے۔ سامان خوراک بہم نہ پہونچنے کے باعث سخت مشکل کا سامنا ہے۔ کثیر التعداد ہندو گرفتار کر لئے گئے ہیں جنہوں نے مسلمانوں پر بے تحاشا حملے کئے ؛

——— شملہ۔ ۲۸ مئی۔ دفتر اصلاحات نے ایک سرکاری اعلان شایع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کی پہلی جلد (تبصرات) دس جون کو۔ اور دوسری جلد (سفارشات) چوبیس جون کو شایع ہو جائیگی۔ حکومت ہند نے اس رپورٹ کو فی الفور حاصل کرنے کا انتظام کیا ہے۔ اور اس کے لئے ہوائی ڈاک سے کام لیا جائیگا۔ پہلے دوسری جلدیں منگوائی جائیں گی۔ ان میں سے تین سو پچاس جلدیں ۱۰ جون کو بمبئی مرکزی شعبۂ اطلاعات کا [illegible] کے لئے بہ قیمت فروخت کی جائینگی ؛

——— بمبئی۔ ۲۸ مئی۔ مہاراشٹر [illegible] نے شولاپور میں مارشل لا کے خلاف ستیہ گرہ کرنے کے لئے تین تین رضاکاروں کے جتھے بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے ؛

——— ویلور۔ ۲۷ مئی۔ ارکاٹ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہجوم نے پولیس پر سنگباری کی۔ امدادی پولیس نے جو موٹروں میں سوار تھی۔ چار دفعہ گولی چلائی ؛

——— بمبئی۔ ۲۷ مئی۔ بھنڈی بازار میں جو مسلمانوں کا محلہ ہے۔ پانچ ہزار کے مجمع عام پر پولیس نے گولی چلائی۔ آٹھ آدمی زخمی ہوئے۔ واقعہ یوں ہوا۔ کہ ایک یورپین سارجنٹ اپنے کتے کے ساتھ ایک سڑک پر سے گذر رہا تھا۔ ایک مسلمان نے بھونکتے کتے کے پتھر مارا۔ سارجنٹ نے اس شخص کا تعاقب کیا۔ اور اس کے طمانچے بھی رسید کئے۔ اس پر فوراً ایک مجمع اکٹھا ہو گیا۔ پولیس کی ایک جماعت فوراً موقعہ واردات پر پہونچی۔ ہجوم نے پولیس پر پتھر اور سوڈے کے پانی کی بوتلیں برسانا شروع کر دیں۔ پولیس نے گولی چلائی ؛

ممالک غیر کی خبریں

——— لندن۔ ۲۷ مئی۔ برطانوی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ سر جان سائمن عنقریب وکالت کا کام پھر شروع کرنے والے ہیں ؛

——— بخارسٹ۔ ۲۶ مئی۔ رومانیا کا شہزادہ شہزادی کی معیت میں ایک ہوائی جہاز پر سوار تھا۔ اور خود جہاز چلا رہا تھا کہ نیاسا کے ہوائی مستقر کے قریب جہاز تباہ ہو گیا۔ شہزادہ ہلاک اور شہزادی خفیف طور پر زخمی ہوئی ؛

——— نیروبی کے ۱۴ حاجیوں نے ایک ہوائی جہاز کرایہ پر لیا۔ اس پر سوار ہو کر مکہ معظمہ وارد ہوئے۔ اور فریضہ حج ادا کیا۔ جہاز کا کرایہ انہیں بارہ سو انگریزی پونڈ دینا پڑا ؛

——— حکومت ترکیہ نے دو خواتین کو انگورہ اور قسطنطنیہ کی عدالت ہائے دیوانی کا جج مقرر کیا ہے ؛

——— لندن۔ ۲۶ مئی۔ دار العوام میں وزیر ہند نے ہندوستان کے متعلق ایک طویل بیان دیا۔ اور تشدد آمیز قوانین کے متعلق کہا۔ کہ حکومت کا فرض ہے۔ جس طرح مناسب سمجھے۔ کارروائی کرے۔ اس پر مخالفین بھڑک اٹھے۔ مسٹر براکوے نے کہا۔ کہ گو آپ نے گول میز کانفرنس میں شمولیت کے لئے ہندوستانی نمائندوں کو مدعو کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن شاہی عفو عام سے انکار اور اس کی شرائط نے اس کانفرنس کو غار میں گرا دیا ہے۔ اور یہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی ؛

——— لندن۔ ۲۷ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم چند دنوں سے دائیں پٹھے میں گنٹھیا کی درد سے تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ تکلیف بالکل معمولی ہے۔ اور اس کا سابقہ بیماری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ آپ کی صحت میں [illegible]

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)